

منار پر چلنے والی

مہر احامدی



PDFBOOKSFREE.PK

تاریخِ چلنے والی

(پارہ افسانے اور ایک دولت)

مرزا حامد بیگ

ضابطہ

ISBN: 969-496-245-3

کتاب :	تاریخِ چلنے والی
مصنف :	مرزا حامد بیگ
موسم اشاعت :	2005ء
سرورق :	خالد رشید
تصویر نگار :	پرویز احمد خان
طبع :	گلوبل پبلشرز
قیمت :	130.00 روپے

دوست پبلی کیشنز BA طبعی سائنس، پوسٹ بکس نمبر 2958، اسلام آباد

دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد

ترتیب

ایمانے

09	ضیاء لڑاں
17	زندگی کا رانی
25	ایک لڑکی کا صراخ جانے
35	ماہ کا چاند
41	پیر کے راتے
47	پارسہ سفر
53	قریب کا ایک دن
61	پروا کھن
71	روانی
77	داناں
83	ہات
89	احمد علی شنگھو

غافل

99	تاریخ چھو والی
----	----------------

محمد خالد کے لئے

صید زبوں

جو گریبوں کی ایک اور پیر کا قصہ ہے۔

جب سارا دن جو گرم کو چلتی رہی تھی۔ ہستی کی پانچ گیارہوں میں ملی ہو کر آتی پھرتی تھی اور قابلِ نظر و چھوڑ گئی تھی۔

ایسے میں اس صبری بڑی آہادی میں ایک وہی تھی جو اپنے گھر سے باہر نکل آتی تھی۔ یہ سب اس کے معمول کے خلاف تھا لیکن وہ۔
اس بھر کیا تھا۔ ایک ہنگامہ پانچواں تھا۔

اس ہنگام کی وجہ کیا تھی؟ کچھ پتا نہیں۔ جیسا کہ بتا ہے کہ وہ ایک ساتواں آستانہ سب کے ساتھ وجود رکھتا تھا۔ اس کی خواہش آگھوں، استواں، ناک، طرار، چٹائی اور صراحی وار گرن کی کھپ ٹھروں میں لکھنی ملتی تھی۔ ایک برتی تھی برتی ہو چری آہادی میں تھا لکھنی پھرتی، انوں کو دھڑکی ملوانی، ہر طرف بھر گئی تھی۔



سب اے انچ کر بیٹھے تھے۔ اس کے ہم سے سارا چٹکے مائل لپٹا تھا۔ اس کا کپڑا کوئی حال نہیں کرتا تھا اس کی مرضی سب کی مرضی تھی۔ لیکن اس کا ہوا چمکا نہیں ہوا۔
اس کا سواہ اس سال تھا اب وہ بچہ نہ رہی ہے۔

کے لئے نیچے کی ہاں میں ہاں ملائی اور نیچے کی قسم حق ثابت کرنے لگی۔

ایک دن پانچا کر دے گا۔ گزرا گیا۔ خون خھونکا ہوا۔

اس کی موت کی خبر نے کسی نسل کے انہوں میں اس بھری ہری یاد کو گماتے دی۔ لیکن انہیں اس کے دشمن کے قہقہے سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔

اکا کا پرانے لوگوں نے رہنے کی موت کا تناؤ دیکھ دوسرے سے بچ چھا۔
"اصل قصہ کیا تھا؟"

کوئی ایسا تھا جو آکھوں دیکھی کیا۔ اس ایک دو پیر کا قصہ تھا۔ سب کے ٹپکے اور تپے نے آجائیں میں سر ہڑا دے گئے اور یہ کہ میں میں جڑیں کر گئی تھی۔ بلکہ لوگ اکٹھے ہوتے گئے اور اس کسی نے اس سنا کہ بڑے قصاب کے ہوتے دھوکا دیا کہ اسے کچھ کر سارا بچہ سانس لیتا تھا۔

اور چاہے گھر کے بار پکے گوشتے میں اس نے بھی سنا:

"گزرا گیا۔ خون خھونکا ہوا۔"

جب وہ بیوی کا کلر اور سرخوں کی نئی نیند کوئی کرتی اور اپنے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھتی ہوئی ہاتھ لگاتی۔

اس نے گلی میں لگن کر پڑا تے جانے اسے دھوکا دیا کہ کرتا:

"لوگو۔ میرا سونا اس سال تھا۔ سب دوا دھوکے چاری آبادی کے بچے تھا پھر ذکر بھوک
لگا تھا۔ گزرا گیا۔ خون خھونکا ہوا۔"

کون گزرا گیا۔

کی نسل اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔ انہوں نے تو اس سے مل کر کہہ رہے تھے۔
"اس سے بچھا تھا اور بڑے اپنی عمر کی اسطو سے بچے نہ گئے تھے۔"

اب وہ ایک گوشتے کی تاریکی میں کا پھر اور ٹھوڑی کی نئی آبادی میں ہر طرف چھپے لگتی پرتی ہے۔ اس سے قہقہے کے جھنڈے اٹھتے ہیں۔ جس دلیخ پر چڑھ جاتی ہے گھبراہٹ کر کہہ دیتی ہے۔

کون ہے جس کا سامنا کرے۔

تھا صحت چھانگی اور جو بڑا بڑا دھوکا دیا جاتی جاتی ہے اور کہتی ہے:
"کھلا روئے تو رہا ہے اٹھ گیا۔ اب کسی کا صحت۔"
بستی اجڑ کر رہ گئی ہے۔

کے ٹپکے اور تپے کے چہروں پر ہوا ایسا اتاری جی اور وہ ایک بار پھر آجائیں میں سر ہڑا دے گئے ہیں۔





جیسے چھٹی ہوئی راکٹیں کسی ایک دھم دئی ہوئی چنگاری کا وجود۔

اور اپنے میں تپتی بہت مشکل سے اٹھ کر سامنے کی آنکھیں تک آیا تھا اور پھر بڑی سرعت کے ساتھ نیچے اٹھنے کی طرف کھینچے والی مٹری کو دھکیا تھا۔ اس وہی ایک لمحہ تھا جب میں نے اس آواز اس سووم اسید کو پہلے تحریک حالت میں محسوس کیا تھا۔ وہ ایک معمولی سی غیر معمولی تڑکی تھی۔ اچھٹ تھا وہ اب رنگوں کا ایک تحریک دائرہ تھا جو میری بے چارہ حالت سے ٹوٹ کر نکھر گیا۔ پہلے حد بندی کی خار دار دروازوں والی پاڑ کے ساتھ دوپٹی پر پڑی مٹری کھاس اور اٹھنے کے پھولوں میں تحریک دائرے کی سرچال دولت ہو گئی تھی۔

میں صرف ایک لمحے کے لیے دیکھ پایا تھا کہ چھوٹی کڑھو سے پرے چلے گا سال چھوٹی تھی اپنی ایک کھلی کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے ایک دائرے میں گاتی ہوئی رقص کھاس تھی۔ وہی ایک لمحہ تھا جب اس سووم اسید نے میرے ساتھ کڑھو میں سرگی اٹھا یا اور دھم دھم کی تڑا دیاروں میں لاکھاں اٹھی ہوئی چرواہی اور اٹھنے کے پھولوں میں بہت دیر تک اپنے پیروں سے چھپانے لگائی لگائی تھیں۔ جیسے ہر ایک کھٹے تھے ہر بار کہ چن داڑ جاتی چن غائب ہو گئیں۔ میں نے کہا تاکہ زندگی میں کوئی اٹھ گیا ہیں نہیں تھا۔ معمول سے بہت کم کوئی بگڑا ہو گیا تو نہیں۔

اس اٹھنے کے پھولوں میں لگا کر پہلے کو تم کھایا ہوا ایک پیرو تھا ایک معمولی غیر معمولی تڑکی کا ہر گھروں میں کھایا۔

اور میں اسی طرح خالی خالی ہانگی میں گھبرا رہا۔
زمانے بیت گئے۔

ابھی کوئی دو دن اور تھے۔ بہت دنوں بعد چھوٹی گھرائی ہوئی تھی۔ میں جانے کیوں شاید کسی کام سے گھر میں گیا ہوں تو وقت پاش پر لٹھی اندر کمرے میں کسی سے باتیں کر رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی اداس سی ہو گئی۔ کیلئے گئی بھائی جان کیسے اٹھ دن تھے۔ آپ جوتہ پر ساری ساری دو پہر چنگ اڑا کر کرتے تھے اور میں ماں سے گچھتی چھوٹی کرتی دیتی وہ آپ کے پاس بیٹھ جاتا کرتی تھی۔

وہاں تک کہ میری تھی اور اس کے پاس آئے گھر میں بگڑا رہ گیا ہوا تھا۔

پھر میں اپنے کمرے میں چلا آیا ہوں۔

اس وقت میرے اندر کا ایک پرانا گھوڑا ایک اپنے سارے وجود کے ساتھ جاگ اٹھا۔

مجھے جوتہ پر ساری ساری دو پہر چنگ اڑا اٹھی تھیں بھولا لیکن میں اس ایک دن کے اپنی تھی سے ملے کو بھی بھولنے میں نہ کام رہا ہوں اب میں نے حد بندی کے دور تک پہنچے اٹھانے کی وہی مٹری کھاس اور اٹھنے کے پھولوں میں اس لگا کر پہلے کو تم کھانے کو سے پیروں سے کو سینا چا یا تھا۔ لیکن چھوٹی نے میری کتہ کی اس زور سے غلطی کی تھی کہ میں بکا بکا ہو گیا تھا۔ وہ اس کی کھلی تھی۔ اس کی جوتہ کا دھڑکی تھی لیکن اس دن اس نے میرا کمرہ چا۔

اس دن اس ایک نیتے میں سے ہوا تھا۔ ہو گیا اور پاشی گھر کا گھر سے اور میرے کمرے تک اٹھی کہ کسی کارکنہ ہو گیا۔

میں میں چھوٹی وقت پاش پر لٹھی جانے لگا کیا یاد کرتی رہی اور میں اپنے کمرے میں کتا میں اٹھتا ہوں۔ پھر دیکھتی میں اٹھا چا۔

اس وقت چھوٹی پہلے حد بندی میں کسی سے باتیں کر رہی تھی۔ حد بندی میں خاردار دروازوں میں پاڑا اب نہیں رہی لیکن اس کا ایک تصور سامان میں اب بھی قائم ہے۔ اب وہ چرواہی میں گھڑا ہے اسے اٹھنے کے پھول میں لٹھی ہیں۔ بے اس اور ایک ایک کھلی میدان ہے۔
میں نے ذرا جھک کر دیکھا۔

سامنے اٹھی ہوئی مٹری آگے کو ابھی ہوئی ایک عورت اپنے پہلے کو بازو سے تھامے چھوٹی سے اٹھ رہی تھی۔ میں نے جیسے میری موجودگی کو بھاپ لیا۔ اس کا سر پہلے کو تم کھایا اور اس کے ہاتھ سے پہلے کو بازو کھوتے کیا۔ میں نے دیکھا کہ اسے پہلے کو تم کھایا اور اس کے اسی طرف رہا ہے۔ پھر با ایک اس نے گھس کر خالی خالی گھروں کے ساتھ حد بندی میں گھلا۔ وہ ڈائی ایجیاں اب خاک اڑتی تھیں۔

تکی گھر میں تو میں اسے پہچان بھی نہیں پایا تھا۔ حد بندی کی اڑتی ہوئی خاک میں چھٹی ہوئی اٹھا کاتی۔

”تجربہ اے بھیا کیسے ہیں؟“

میں نے وہ کھڑکی بند کی ہے تو پہلے اس نے چھوٹی سے بچ چھا تھا۔ اور میں نے اپنے کمرے کی طرف پھٹے ہوئے سوچا تھا کہ چاہت اور راہوں کے جھگڑنے متعلق لڑائیوں پر تیار کیے جاتے ہیں۔ اس کی گھڑی پر ہی کیا دوس کے سارے پہل خود مرضی کا ایک ہی بھوکا کیسے فوج کر لے جاتا ہے۔



تھکے۔

لیکن سب اس لحاظ سے کہیں ہی ہوتا۔ اس کے بعد ہی ہنگامہ اور رنج و غم کا پیمانہ ڈال دیا۔

آج ایک طویل مدت بعد وہ اپنے گھر سے نکلتا تھا۔

گھر کا قیام چاروں بچوں کے لیے تھا۔ اس سے بچوں کی تعلیم تھی۔۔۔ ایک بچہ کی حالت یہاں وہ جیسا تھا۔

مطین اور مسرور۔ اس نے اپنے آپ میں تم تھا۔

لیکن اس کی ایک عقل تھی۔

کبھی بچی جیسے بھانے ایک خیال اسے آگھیرتا اور وہ الگ جگہ چلا جاتا۔

آج بھی ایسا ہی ہوا۔ بچہ کیسے محسوس ہوا جسے باہر کے محسوس اور زندگی کے بچہ کی دہلی

کوئی ہے کوئی ایک روح۔۔۔ وہاں کچھ دیر زندگی کرنے کا حق کر رہی ہے۔ محسوس اس کی خاطر اور

اسے بھارتی ہے۔

لیکن کہاں؟

باز تو کوئی کام ہے نہ پندرہ سالہ عمر کی بہت ہے۔

مطین پر آن بڑی تھی کہ وہ روح کو ذاتی طور پر محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ ان کا ہندو مت کا عنصر

میں گہری۔

مشہور ہے۔

وہ اس میں اور محسوس ہے۔۔۔ وہاں اور جانوں سے اس نے تعلق کر لیا۔

اور وہ کل کھڑا ہوا تھا۔ باہر کے کام سے بچا گیا تاکہ کچھ کام نہ ہو۔

وہاں کا وقت تھا اور چاہے کچھ راستے پر اس کے قدم طوطا کا دھڑکا رہے تھے۔ جیسے کلیب

میں اپنی مارتا ہے۔

اس نے دیکھ کر تھکی کر لی۔ وہ اس کی چوڑی اسی طرح ہی تھی۔ جیسی وہ چھوڑ کر گیا تھا۔

جائے گھر یا دھڑکا ہی تھوڑی دیر پہلے تک سب جیسے جیسے لیٹ لیٹ گئے تھے۔ سب وہاں پہلے سے تو

مطین اور مسرور چروں پر مردی چھائی تھی۔ اس نے اپنی عقل میں وہاں ہی کی ایک بڑی طرح وہ آتا

تھا۔

ایک خاکی کا معراج نامہ

وہاں سے تو اس اور کہا تھا۔ اپنے آپ میں تم۔۔۔ ادا کی اور ایک پتہ میں تھیں۔ اس نے

دیا کی طرف سے آگھیر کر لی تھی۔

سب بچہ ایک ہوا تھا اور وہ سب اسباب دیکھتے رہ گئے۔ جاری عقلیں ہی کے دم سے آبا

جیسی آج کر رہ گئیں۔

اور اس نے دیا کی طرف سے آگھیر کر لی تھی۔

بہت دیکھا تھا اس کے ان کی کچھ نہ کو۔ کچھ حاصل نہیں۔ آگھیر کا وہ ادا ہے۔ تمام

برائیاں ہی راستے سے دل میں داخل ہوتی ہیں۔

وہاں ہی بچہ اور دیا سے یہ دیکھا گیا۔

کبھی مدت بعد اس کی بازو اس کی عقل میں اس کی اور کی طرف دیر آتی۔ اپنی عقل کی

عقلیں پہنچتی ہو کر وہ چاہیں اور عقلیں مسرور چروں سے ملیں گھر میں چاروں اور نہ حال کوئی دینے

”کیا یہ ہے اس کے دین۔ آج ہم گناہگاروں کا خیال کیسے کیا؟“

ایک چہرہ دار اور طحال ہی آواز نے سر نہ سہا تو زلی۔

جواب میں وہ خاموش رہا اور سب کو جیسے چپ سی کہہ گئی۔ وہ بھی کھڑا کھڑا سامان کے چچ ویلا

رہا۔

وہ جتنی دیر بیٹھا ہوا ایک گز کاری کا احساس چہرہ کی مٹھلی پر طاری رہا۔

”صاف کرنا۔۔۔ ستون میں غواہ اور گل ہو۔۔۔ اچھا پھل ہوں۔“

وہ اٹھ کھڑا تھا کہ اس کے برابر سے ایک لڑکا حال دیکھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

”بھڑ۔۔۔ کہاں چلا گئے؟“ وہ ہاتھ پر ٹھوکر لہرائی کے کندھے پر رکھا رکھا کیا تھا۔ کتا پر کس

تھا۔ اس نے خیال کیا۔ کہاں جاؤں گا۔

وہ کچھ فیصلہ نہ کر پاؤا اور جھٹک گیا۔ اس کے سامنے دیکھا داری کے پورے طحال دھڑ دھڑ

میں دھڑکتے جا رہے تھے۔

”کب تو مجھ کو کام بھی بھول رہا ہوں۔ لیکن سب کے گھس۔ وقت ابھی بہت ہے کیا؟“

نئی چپ کے بعد اس نے منہ دے چاہی۔

”اسی لیے تو کہتے ہیں نا کہ اپنے چاہنے والوں کی طرف آتے جاتے رہنا چاہئے نہیں تو

راستے ملت جاتے ہیں۔ نام بھی تو راستے ہی ہیں نا۔“

”یہ کب۔ لیکن یہ آگھیں تمام برائیاں اسی راستے سے آتی ہیں۔“

اس نے اپنی ہنسنے والی ہونٹوں کی آگھوں سے سب پر ٹھوکی۔

اس کے سامنے وہ بے توجہ طحال دھڑکتے ہوئے دیکھا نہیں بچا۔۔۔ اس کی بکڑ بکڑی

چٹا ہوا زبانوں کی طرح۔۔۔ اور اس کی نظریں ان کے آواز پر پکڑی ہوئی تھیں۔

وہ کھل ہاتھ پر ٹھوکر لہرائی کے کندھے پر رکھا گیا تھا ایک بار پھر اٹھا اور اس کے کندھے پر

ظہر کیا۔

اُس وقت شام دھیر سے دھیر سے اتر رہی تھی اور وہ ایک مذمت بعد اپنے چاہنے والوں کے

چل بیٹھا تھا۔

اس نے ایک گھر سامنے لیا اور راز دارانہ انداز میں آگے کو جھٹک آیا۔

مستورہ چاہیے۔“

”یہ ہے خوب۔ ہم کیا بگاڑا تو؟“

سب کچھ زبان ہو کر بولے اور بہت سی گوش ہو گئے۔

”مستورہ کیا عرض کروں؟ گوش گیر آدمی ہوں۔ بہت دیکھا ہے اس گناہوں کی چٹکے کو۔

چارہ داران اس نے اپنے جیسے دیکھنے۔۔۔ بڑا بچوں کی بھلے ہے سو بھلی آتی ہے ان کے راستے۔

رعبہ دار اس کا بچہ چہرہ دھار۔

لیکن اب ایک مٹھلی آن چڑی ہے اور تم بیاہوں کے پاس چلا آ جاؤں۔“

”کیونکہ۔۔۔ ہم کیا بگاڑا تو؟“

سب نے کچھ زبان ہو کر کہا۔

”چارہ مشعل۔۔۔ یہ ہے۔۔۔ میرا مطلب ہے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کوئی ہے۔

کوئی ایک دانہ۔۔۔ روٹن کڑوا۔ اسی شور و شر میں لیکن کچھ دانہ دیتی ہے۔ تم تو آگھ دالے ہو۔ کچھ

چٹا۔“ کیا واقعی کیا ہے۔“

یوگام نہن کر اس نے بھٹل ہاتھ دالے طحال دھڑکتے چلا کہ ان کا ازل سے اس سماجی

زندگی کی طرف لوٹ آئے۔ یہ بھٹل اس کی بڑی بھلی تھی۔

پھر اس نے گھر سامنے لیا اور کھار کھار صاف کرتے ہوئے بولا:

”پاس دیا ہے۔“ تمہیں اپنا قصہ سناؤں۔۔۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ ان گناہگاروں میں

تھہرا رہا وہ کھانا کھانا کھانا۔“

”بہت پرانا قصہ ہے بیٹھے۔“

”ہاں آگھ دنوں کی بات ہے۔ ابھی ہی ایک شام تھی اور ابھر سورج آفتاب کی راجہ اور جوں پر

میں اپنے آپ میں گم۔۔۔ میرے آگے سے پہلے کبھی کی لاری لیسپ چست روشن کرتی چلی جا رہی تھی۔

اُسی شام آفتاب پر ایک طرف اتر چکی تھی۔ گگ کا قہار اور اٹھا تھا سرخی اندھیر سے سے لڑا بھڑا ہوا۔ چلتے

چلتے کا کچھ محسوس ہوا کہ ہادی سے دور گئی آ جاؤں۔ ایک بکڑ بکڑا راستہ گھس اس تمام تک لے آؤ۔

وہ حتم کیا تھا، اس ایک خواہاک ہا مل تھا۔ جس میں میں نے اپنے آپ کو گھر سے اونے پایا۔ میں دراصل اس طرف کبھی نہیں گھٹھا تھا۔ وہ ایک خوب رنگ مضر تھا۔ ہار کے درختوں کا ایک ٹھٹھ سے ساٹھ تھا اور باغی رنگ میں، لگا ہوا آسمان۔ ساٹھ راز راز کا میلے سے چوگردی کرہوں میں گھر سے چوگردی اور میزوں پر انواع و اقسام کے مشروب، پائے اور قہقہے لٹا حاسے ہار نے ہار کی کمر سے پلے اسٹیل، جن پر مٹھلیں روشن تھیں۔

تھیں میں نرم و ہوا کی نہ سمسراہٹ اور مٹھلیں کی چھٹی، باقی روشنی میں اس ایک میں تھا جو ایک تھا اور مجھے تھیں تھا کہ ایسے میں کوئی ہے جو میرا انکار کرتا ہے۔

ماہر اطفال کا کاہت ہوا۔ میں ایک طرف چڑھا اور میرے چاروں اور میزوں پر انواع و اقسام کے مشروب پائے اور قہقہے لٹا حاسے ہار سے۔ میں نے بوٹی حاسے لٹا دی اور اسے لوگوں میں اسے بھاٹینے ہونے دیکھا۔ وہ چھ کئی کی مضر تھی۔ ہار پر بھی ہوئی۔ اس کے تھکے سیاہ بال ساٹھ میز پر جھک آئے تھے۔ کیا مرض کروں۔ سیدھا نے بہت پہلے اسے فرعون کے تھو کی ایک گھوڑی کے ساتھ صبر دی تھی۔ اس کے بال مسلسل داغوں میں خوش تھا اور اس کی گردن موجوں کے پاروں میں۔

میں ہر تک پہنچا اسے دیکھا کیا کرنا ہے اس کا سچی کہیں اٹھ کر گیا ہو اور اسے کر آ جائے، لیکن وہ اکیلی تھی۔ ہار میں اٹھا ہوں اور ہا بکو سوچے گھر اس کی جانب بڑھتا چلا گیا ہوں۔ اس نے میری طرف دیکھا اور اسی طرح کھلی رہی۔ میں اس سے کیا کہتا۔ بکو ہر جی کی تم گھر، باہر میں نے حوصلہ بٹا کیا:

"دیکھنے میں کسی کو بھی اتنا اور اس اور تھا نہیں، دیکھ سکتا۔ اور ہی تو میری اہم ہے آپ اس طرف کیسے اٹھ آئیں۔"

پھر اس نے گھر اپنے پاس پہنچنے کا اشارہ کیا ہے۔
بوٹھ ہاتھ دلا اپنی ترکہ میں تھا۔ لیکن اس سے آگے اس اڑی سے اس اور اکیلے نے بکو نہیں جتا اور اٹھ کر اڑا۔

"نہیں بھائی، مشروب خفاک بہت ہے۔"

اس نے دو دستوں کی ہر سرور اور ہار حائل آوازوں نے اسے درکنا چاہا لیکن وہ نہیں اٹھا آ۔ سرخ اطفال کی راجہ ارجن تھے۔ اس نے دیکھا کہ بچہ ٹھٹھ کی ایک کمر کڑا تھی ہوئی ہار کی اس کے آگے یہ پچاستہ رہتی کرتی پہلی ہار ہی تھی۔

ہار پر بھی، بال آسانی رنگ میں اب ہار کی بکو بکو مل ہوئی تھی۔ وہ چٹا کیا یہاں تک کہ ہار کا ایک بکو ہار میں ٹھٹھ اس کے ساٹھ تھا۔ اس نے اپنی دھندلائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا کہ حلقہ باقی رہا تھا، جس میں لگا ہوا تکہ کرہوں میں گھر سے چوگردی اور میزوں پر انواع و اقسام کے مشروب پائے اور قہقہے لٹا حاسے ہار سے۔

وہ کہاں اٹھ آ رہے۔ یہ خوب ہے حقیقت۔
اسے بکو بکو میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ ایک طرف چڑھا اور اس نے اپنے چاروں اور لٹا دی۔
کوئی بھی تو نہیں تھا ہار کی طرح ایک اور رازوں میں۔

چوگردی میزوں پر قہقہے لٹا حاسے چارے تھے۔ سب مٹھلیں اور سرور تھے۔ کئی کو کبھی کا اٹھ کر نہیں تھا۔
اس نے بہت انتظار کیا۔

اس دن، رات کو راز کا مشروب، ہار کی شور و غرض میں کہیں بھی تھی، ان ہا بکو یہ وہ حتم اور مشروب خفاک میں گھری۔ لیکن اس کا کہیں نشان نہیں ہوا۔

وہ بیٹا رہا تھی کہ اس نے خواہش کیا کہ اس کے چاروں اطراف میں ایک خطا سکھتے کھیل کیا ہے۔ اطفال کی حلقہ باقی روشنی میں اس نے دیکھا کہ تمام پٹے مسکراتے ہار سے ہار رہتی ہار کے اور خطا گھر سکھتے ہار نہ کر گیا۔

اب اس کے ساٹھ آہٹے فرحال، جو دھتے نہیں، کیا میں بھان۔ انسانی بھر اور اس کی ٹھٹھ ان کے پار دیکھ رہی تھی۔

یہ سب اس کے تے چاہنے کے پار دیکھ رہا تھا۔

وہ اٹھ کر اڑا۔

"دیکھ کیا اس کتا ہوں کی ہار نہ۔ بکو حاصل نہیں۔"

سے کہانی رہی تھی۔ لیکن اب محسن سے ہے حال اور حال تک آتی ہے اور اس کا حال ہے کہ اندر مردی مردہ صبر سے ہیں۔ اس کے اس طرف اٹھ آئے ہیں اور مجھے اور بندہ ہیں، چنے مانتے پیچھے اور انہیں ہائیں اور کھاتے سب کے سب مردہ کی طرف تھاک گئے ہیں۔

ابھی ایک وہ ہے جو گوری لینڈ سو رہا ہے۔ جو گوری لینڈ سو رہا ہے وہاں ہی دراصل اس کہانی کا مرکزی کردار ہے۔ یہاں مرکزی کردار جو اپنے کسی بھی عمل سے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت نہیں کر رہا۔ وہ سوچ رہا ہے اور ہر طرف جاگے ہوئے مردہ کی مرد۔

ہاں تو وہ اور حال تک آتی ہے اور اس کے آگے جانے سے مسافروں کی سوچی و چالی ہوئی ہوتی ہے جاتی ہوئی اور پسند آتی ہے۔ سوچی کی ایک جہت تو یہی اس غیر معمولی لڑکی کی غیر متوجہ آمد اور دوسری وہ جو چہ چہ سے حرائق کے بے لگم راز ان سے ٹکے لے جاتی ہے۔ اس اور راز کے کو اب اپنی ایک ایک جگہ جگہ سے ڈالا جا رہا ہے۔

مردوں کے سوچنے کے لیے لڑکی اور بے لگم راز سے میں سے کسی ایک کا چناؤ کیا گیا اسٹاک کا نہیں۔ لڑکی نے آتے ہی سوچنے کا مظاہرہ کیا ہے کہ مسافروں پر اپنی ہوتی ٹھوڑا ہوتی اور لگتی ہوتی اور یہ کی نہایت جگہ تھک چکی ہے۔ اب وہ آدھی مکمل میں ہے اس کا پیڑ اور شائے کھلے ہیں اور سب کی پہلی ہوتی آٹھوں میں اس کی قمیص کے سرخ پھول نظر آتے ہیں۔

ہر طرف گھر سے بڑا گھر اور کھل کے مردوں میں زیادہ توڑاں کر دار ایک سابق کھتہ جگہ اور کرانچ کے ایک کیمپ سے پاری نے آگیا۔ وہ چل کر درجن کی عمر میں چالیس سے سو رہی ہوں گی یا پھر اس کہانی کا نا اہل بیروہ جو وہی جگہ بند سے گھس جا گا۔ لیکن اس قہقے کا عجیب پہلو ہے کہ کہانی میں وہوں نمایاں کر دار بھی کچھ زیادہ نمایاں نظر نہیں آتے۔ مثال کے طور پر جوارے سے پاری کو اپنی بے طریت ابھری ہوتی تو یہ پچھانے کی فکر لاحق ہوئی اور جیسے میں اس نے دن گھر کے کھلے ہوئے اٹھا کر نکول کر دے اور جان لیا اس میں نے اتنا ہی کیا۔ اور کیا سابق کھتہ جگہ جس سے ایک ہی رخ پر لیٹے لیٹے ایک تسلسل کے ساتھ چار سو گیت بھونک ڈالے ہیں۔ اس کا نام میں اس کا دل کی بار بار پڑا ہے کہ وہ تو کھڑا تھا اور گیت نہ بھونکے نہ بھونکے نہ پاری سب سے سب مسافروں کا اٹھنے سے پہلے ہی لکھو سے کر کے لکھ رہا ہے۔

رات کا جاؤ

تاریکی کی بھاری چادر ایک بچے کے ساتھ دو حصوں میں چاک ہوئی جاتی تھی۔ لمبہ رات لڑکی کی جوتی ہوئی ٹھیکہ انکڑا ہوا جوتی تھی سے بچہ جوں کا توڑ دھڑکی تھی۔ اس کی ایک چہرے اور دوسری اور بھر تھری۔ یہاں ٹھہر کر کھانا کھا جاتے۔

تھری پر کے اندر تک رات بھلی ہوئی ہے اور وقت کا تھیں مشکل ہے۔ میں نے کہا، اگر بار بار تاریکی کی بھاری چادر چھوڑا دے تو اسے کافی ہوئی ایک بچہ بچے۔

ابھی کچھ دیر پہلے بچہ سے تیر کر کر دئی ہوئی تھی میں ایک سرخ لے چلنے سے پہلے سے بچے سے بچہ کھولے تھے۔ جانے اب تک اس نے ایک کا اور ایک ترک کی کر رہا ہو۔ وقت کا تھیں مشکل ہے۔

ہاں تو تھری پر کے اندر رات بھلی ہوئی ہے اور مردہ کی مردہ صبر سے ہیں۔ یہ ایک بچہ بچہ کے اور راز ہے کہ ایک لڑکی اور حال تک آتی ہے۔ ایک جہاں لڑکی اور وہ پیڑ رات تک ڈالتی ہوئی جیت

وہ اچھائی کرپ میں سکر پڑے کے لیے کئی لپٹا اپنی نظروں کو نوے کے زائے سے لپٹا
اٹھاتے ہوئے یائیں ہاتھ ساتھ پر گرا دیتا ہے۔ جس لڑکی کے کندھے سے کوئی تک نظر پڑتی چلی
جاتی ہے جہاں سے سرخ چھوٹوں نے بار بار پکے جھانکا ہے۔

لڑکی نے جھپٹنے کو دے ہر طرف نگاہ کی۔ پکے اوپر بھوکے پھیلنے والے زور و زائد تاک میں
تھے اور وہ جس نے ابھی وہیں اپنی اس سکر پڑے نگاہ اٹھا اپنی نگاہوں کے ساتھ ہاتھوں کے
بچوں اور کمر کھینکے ٹھنوں کے بل اوپر اٹھاتا تھا۔ لڑکی نے دھیر سے دھیر سے ہلکا ہوا اور سب نے
دیکھا کہ اس کی کمر پر کئی ہوئی قمیض کے با سے سرخ چھوٹا دنگ رہے ہیں۔

برادر کے اچھے ہیں جہاں میں دھڑلے کو چمکے بھی آئے مانتے بیٹے پتھر، بیانی، دھتک گزاری
میں مصروف ہے۔ ایک نے کھلا دنگ کا صاف کیا۔

”تمہیں ہی اس سال سردی بکھڑا دیا ہے۔ ابھی دنوں میں نے پارہاں بھی سڑکایا تھا۔“
”سردی — باو باؤ“ پھوٹے سر اور گہری چھوٹوں والے نو جوان نے براہ میں جس میں اپنی ہی
نوبلی دہن کی طرف دیکھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنے پہلے دھڑلے کی ناکھل کر بار بار کے پلے میں
تھکتا چلا گیا۔

کمزوریوں میں چھوٹے چھوٹے ہاتھ پٹیاں جھاتے کر دے ہوئے تھے۔ عقاب کرتی ایک
مسلحہ بیچ رہا ہر ساتھ چلی آتی ہے۔ ممکن ہے اب تک میری ہوئی اسٹی کے سوسل سرخ نے اس
دے ہی اٹی ہو۔

ایسے میں ہوا ہے کہ اس کہانی کا گوی ٹیڈ ہو یا ہر مرکزی کردار ایک ہاتھ بیٹا۔ اس نے ٹیڈ
سے گہری ہوئی آنکھوں کے ساتھ اوپر دیکھا پھر داییں یائیں۔ ہر طرف سردی سردی ہوئے تھے
سب کے سب اوجھٹے اور اپنے داییں یائیں سرنگھلے ہوئے۔ سب کے پیروں پر داکھ زور ہی ہے
اور وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ سردی کے زائے اچھے سے اس طرف لڑکھ آئے کہ سر سے سے کوئی راست
ہی نہیں۔

کہا اس نے کوئی غراب دیکھا ہے۔ اس نے ماتھے تک ہاتھ لگاتے اور سر کو جھپٹتے ہوئے سوجا۔
لیکن وہ چلدی میں تھا۔ سامان سمیٹے گا۔ اسے اگلے انٹرنیٹ پر اتر جانا تھا۔ برادر کے اچھے میں بیانی

دھتک گزاری میں مصروف ہے۔ گاڑی دنگے پر اس نے اوجھٹے اور خاک اڑاتے ہوئے پیروں کو اسی
حالت میں چھڑا دیا۔ پکارا ہوا سا کھل آوا۔

انٹرنیٹ گہری دھند میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ جب اترتا ہے تو اس نے دیکھا کہ بہت سے مکی ٹیڈ
سے جا کے سب سردی سردی میں اور پکے برادر کے اچھے میں چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس طرف
جہاں بیانی دھتک گزاری میں مصروف ہے۔ وہ خود جس سردی سے ابھی ابھی اترتا تھا اس کی
طرف لپک لپک ہوئی ہوئی خاتون کو اس نے دیکھا۔ اس کے دیکھتے دیکھتے وہ چلتی ہوئی پائسیوں
تک کی۔ اس کے کندھے چھوٹی میں پٹنے کے سب آگے کو نکلتے ہوئے تھے اور اس کی کمر پر کئی ہوئی
قمیض کے با سے سرخ چھوٹا دنگ رہے ہوئے تھے آکھیں میں رہے ہیں۔

وہ اپنی سرخ نگاہوں کو اتنا ایک کھوٹا تھا۔

اس لڑکی کو کبھی دیکھا ہے۔

اس نے ماتھے تک ہاتھ لگاتے اور سر کو جھپٹتے ہوئے سوجا۔ وہ چھوٹوں کو کرا بھی۔ لیکن وہ
چلدی میں تھا اور اسے کچھ یاد نہیں آتا۔ ہاتھ اور انٹرنیٹ پر دھند بہت گہری تھی اور لوگوں کا شور۔



غیند کے ماتے

ہاتھ ہی دکھا دی تھی کہ وہ دلچسپ تھا کیا۔ راسخو راں کے اندر آؤں گے ساتھ لپٹے ہوئے ہو
پر سگریٹ کے ٹکڑوں سے بھری انگلی لٹے رکھی تھی۔ باہر تیرا صوبہ تھی اور سڑک کا شور۔ اور ایک
کوٹے میں دھڑا دھڑا ہے۔

وہ کہا ہے آہنگی کے ساتھ اٹھا اور ساتھ بکلی ہوئی ہو پر کھنوں میں سر دے کر بیٹھا کیا۔ اس
کے ساتھ دائیں بائیں اور پیچھے بھری چمک دھڑلہ ہے آسمان چمک آ رہا۔ اس کاٹھ پٹے آسمان سے
پکے آتے کو گھٹے ہوئے راسخو راں کے دھڑلہ دھڑلہ کاٹھ پٹے ہے۔ اور ساتھ سگریٹ کے ٹکڑوں سے
بھری ہوئی انگلی لٹے۔

بھری پر اس کے دائیں بائیں دھڑلہ دھڑلہ کی بھاری گھنٹی اور بھڑلہ بھڑلہ پر دھڑلہ ہے۔
چائی دھڑلہ اور بھڑلہ کی بھاری چمک دھڑلہ ہے بھاری کی بھاری دھڑلہ ہے۔ جس کے چھوٹے
کھنوں میں سر دے بیٹھا تھا۔



وہ دھڑا رہا۔ یہاں تک کہ دونوں جانب کی عمارتیں ٹھیکل یا کر گر گئے ہونے شروع ہوئیں
کے چھپے، مہندر اٹھ گئیں۔

اب بڑی کی کی ہوئی تھی، اور وہ اب چاہتا یہ کاتھ کھل سکی تھی؟
لیکن وہ دھڑا تھا اور اس کی جھٹائی سے بچے کرتی ہوئی سر کے بالوں کی جی ہوئی سرخی، یہاں بھول رہی
تھیں۔ اس کے بدن میں پینے ہوئے بوتل کی گندہ بو پکڑے پینے کے ساتھ بہ گئے۔

اس نے زور دھڑا کر دیا، پھل ہوئی آسمان کی نیلی چادر کو اپنے گرد لپیٹ لیا، اس کے گلے
اور سنے بالوں کی نوٹے انگلیوں کے نوٹے میں دھڑکے ہوئے دھڑل کو بھانکا۔ وہ ڈانڈ ڈانڈ کی گڑبڑ
میں بالوں کے تھوس کے ساتھ ہٹ سے گئے۔ اور دھڑک رہے تھے۔

اس نے پھٹے پھٹے آنکھیں کھولیں اور سر کے بالوں سے جی ہوئی سرخی، دھڑوں کی دھڑ سے
بڑی چٹکی چٹک اور سچ پر ابھرے سر کھڑکی کے نیچے سے ٹھوس میں بھانکا۔ وہ بالوں سے جاتے پھروں
میں لپٹا کھوٹا اور پھر دھڑکی کا تھمتہ دھڑا لگی کیا اور گرتے ہوئے شروع ہو سہم۔

اس نے عورتوں اور مردوں کو بٹایا اور کھڑے ہو سہم۔ ابھارتے دیکھا۔

اس نے دیکھا کہ ان سہم۔ ابھارتے دھڑوں میں وہ خود بھی شامل ہے۔ وہ بڑوں ہی دھڑ
کھڑکی کی جھٹ سے جوتا جاتا تھا اور زور دھڑا جاتا پھر دھڑکی ڈھوب میں اس کے سامنے کھڑا رہتا۔ یہی
اس کے پینے کا طریقہ تھا۔

وہ بچہ کا تھا اور مردوں کے کیٹے نکلے میں آ گیا۔

یہاں سے اصل کہانی کا آغاز ہوتا ہے۔

ہاں تو آج وہ بچہ کا تھا۔ وہ دھڑوں کے کیٹے نکلے میں آ گیا۔ آ کر تک تک ہاتھ جو ذکر ہوتا
جاتا۔ اور وہ بچہ کا دن جب کام پر لگی ہاں اب سامنے کھڑا رہتا۔

وہ وہاں تک صرف قیاد پر نہ بھڑکی تھی۔ جب سے وہاں جانب سہم۔ چٹائی اور جی
اگلی جی سہم اور آجانی میں اسٹیم ہوئی راجہاں میں۔ جب سے وہاں میں ابھی ہوئی چٹائی کی جی ہونوں کو
ایک اور سہم سے اور کرتی کی ہے۔ جھیم بھی بھولنا تھی اور جو کیٹے نکلے دھڑوں کو بھٹھ کر دیا
کیا۔ کہ وہ چٹائی کی اور وہاں میں کرتے ہوئے سہموں نے جھک لے لی۔

وہ صاحب سے بات کر رہا۔

اُس نے سوچا اور سارا دن صاحب دوسری طرف کام کی گرائی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ تمام وہ
گئی۔ اگلے روز پھر یہی دھڑا اور یہی معمول بن گیا۔ ایسا کہیں نہ آتا اور صاحب سے بات کر رہا۔
اس نے سوچا لیکن صاحب کا اس طرف پکڑی نہیں لگتا تھا۔ اور اس کے پینے کا صرف ایک ہی
طریقہ تھا، ہاں اب سامنے کھڑا ہے۔

جس طرف رہا اور دوسری طرف اس کے پینے کا طریقہ۔ اور وہ وہاں میں یہ بڑی کی سات
فرانک بھی لپی۔ وہاں جانب اب وہ اپنی جھٹائی کے نوٹے سے جھٹھ کر رہا ابھی ہوئی راجہاں میں
جن میں عورتوں کی تھا رہی آجانی میں سہم۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب کام پر نہیں
جاتے گا۔ جب ایک دھڑ تک اس کے سامنے بھڑکی کی جھٹ سے لگتی زور دھڑا جاتا پھر اور اس کا
سہم چکا۔

دوسرے شکر کے دھڑا تھا لیکن آ کر تک تک؟

وہ مردوں سے کہا تھا۔ وہی لوگ بڑا جانی میں سہم۔ اس نے گئے ایک بار پھر سامنے لے گئے۔ جھیم
پھر اس طرف ہوئی۔ اور وہ وہاں میں بڑی کی جھٹ کھڑکی ہوئی۔
زبان سے پیت گئے۔

ایک دن سوچا، یا کر وہ کھڑا میں پکڑ کھاتے ہوئے بڑی کی طرف لگا۔

اب وہ دوسری جانب چار رہا تھا۔ وہ سب سے پہلے یہ واقعہ اور اس کا زور دوسری جانب تھا؟
یہاں اس کے پینے کا طریقہ تھا۔

ہاتھ جو اور سہم سے سر تک دھڑا کھڑکی میں راجہاں میں کو بچے کا جھٹ کا پھر۔ اور
پھر ایک دھڑا رہا۔ اس نے دیکھا کہ وہ وہاں کی دھڑوں میں زور دھڑا جاتا پھر
وہ گیا ہے۔ اور کر رہا میں صاحب کھڑکی چار، چٹائی سے پکڑ شیب کار پکڑا رہا ہے۔

وہ وہاں سے پکڑا ہاتھ جو، یا اور راجہاں میں میں پکڑ کھاتے ہوئے عورتوں کے جڑ سے
ہوئے سرہا اپنے گلے کو لٹا آ گیا۔ اور تمام وہ پھر دھڑوں کے کہا تھا۔

پھر وہ وہاں چار وہاں تک پہنچا کھڑکی میں راجہاں میں کو بچے کا جھٹ کا پھر۔ اور

صاحب گھر سے میں کھڑی چار پائی پر بیٹھ کر تھی۔

۱۹۵۰ء وہاں ہی ہوا چھوڑا ہوا کھانا کھانا دوسروں کا کھانا کھانا معمول بن گیا۔

۱۹۵۰ء وہاں چار پائی پر صاحب کر بیٹھ گیا۔

اس نے سوئے دھار پارٹوں کی کڑی پانچ پانچ سے لے کر ہوائی جہاز درجہ سولہ چار درجہ سولہ اوڑھ لیں۔

اب وہ بیٹھ تھا اور اس کی چوٹی سے پہلے کرتی ہوئی سر کے بالوں کی ہوائی سرخی۔ یہاں بھول رہی تھی۔

وہ بیٹھا رہا اور وہاں صاحب کی عمارتیں اور گھر سے جوئے سرکے ہوں کے سبھے کرتے ہوئے

تھوڑے سوئوں کے چھپے ہوئے گئے۔ اس نے دیکھا کہ وہ بڑی کی پتی میں ایک کاٹھ ہے کہ وہ وہ

چاہے اٹھ کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اس نے اپنے سر کے بالوں کی۔ پھر اس نے دیکھا کہ اس کی دونوں

آنکھیں بھی کھلی ہوئی ہیں۔ افسانوں مسائل اور جدائی کی ہوائی ہر گھر سے۔ اور وہ گھر سے کھلی ہوئی

ہے۔

یہاں صاحب گھر سے چلی اور وہاں میں نہ حال نہ گھر ہر طرف وہاں چار پائی پر بیٹھا۔

اس نے یہ سب دیکھا اور اس میں اس کا کھانا چار پائی پر بیٹھا۔

وہ وہاں سے اٹھ تھا یہاں پر کھلی ہوئی تھی اور وہاں کھلی ہوئی تھی کے گھر سے ایک

ترتیب کے ساتھ وہاں سے چلے ہوئے تھے۔



مٹی گھول۔ لہجہ "چاؤ" پا رہا ہے اس جگہ تک آ چکا۔

یہ جانے آؤ گا کھر سے تھا۔

بھر ہر طرف پاؤ گا رکوں بچ کی جی؟

اس کی کمر کمان جی اور اس کا ایک اکر ا بوا بازہ اس کے گھٹے پر سہارا۔ دوسرا ہاتھ کلر
پتروں کی اطراف میں خود اس کی داغ کو بھونچ رہا۔

وہ اپنے آپ میں تھن ہر طرف ڈالتا "ہا یہ احتیاط سے زمین پر ہر طرف گھر سے پتروں
میں سے ہر ایک کو اٹھا کر پھینک دینے میں ملتی دھول مٹی میں آئی دیکھ تک ہا۔ ایک لٹو مسل کر
دوسرے چتر کی طرف ڈالو نہ جاتا۔ بس ایسے ہی آگے اور آگے اس طرف بڑھتا چلا آؤ چکا۔

یہ جانے آؤ گا کھر سے تھا۔

وہ جانوں کی گھٹی گھوڑا پاؤں ڈال کر دیکھ کر ہر جا گھر سے دو بے پتروں کو سہارا "اطراف" پکارتا رہا
تک چلا آؤ چکا۔

یہ وہ آؤ گا کھر سے تھا کسی کو معلوم نہیں۔

قرآن کے دلوں میں وہ یقیناً سب سے اداس دن تھا۔ جب پہلے سو نے ہمارے ہاں اور نو نے
ہوئے مسئلہ کو سنبھالنے کا کام لیا تو وہی بی بی اس گھٹی دور سنبھالنے کی دھڑکیوں سے بکا ایک
سورہ اور سونے اور ایک ہر طرف دلی کے چیلے کو بی بی اس گھر سے سے بکا ہی پر سے دیکھ میں کو
گئی۔

آپ کے سر سے گھٹیوں میں سلاطین کو کھڑکوں والے گھر سے آپ سے ہے بھر اور میں
خیر کے گھر میں بی بی گھر سے کھاتے سنبھالنے کی طرف اٹھ آؤ چکا۔

اور گھر کے دلوں میں وہ یقیناً سب سے اداس دن تھا۔

بھر سے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے بڑھے سے بڑھے تھکن دکھانے کے ہماری گھٹوں سے چپکے کر
تک ہاتھ سے ہماری پائی میں ڈھکے ہوئے تھے۔

کئی ٹکڑے میں آگے سے اس کا گھٹے اس کے ایک ایک میں بچیاں بھری ہیں۔ لیکن بھر وہ وقت
دلتا ہو رہا تھا۔ یہ اٹھ آؤ۔ اس نے چکر کھاتے ہوئے پائی میں دوسرا قدم چبھانے سے ڈھکے آؤ۔

پارس و شہر

بکھرے گھر

مکنتی نے آستان کھانے کی ٹوٹی چوٹی پر چڑھ کر ۱۱۵۔ سورج غروب ہو چکا
تھا۔ آستان کھانے کی ٹوٹی چوٹی پر ہی غروب ہو کر لے گا۔ ہر گھر اور گھر کے بعد اس کی سیاہی مٹی مٹی آؤ
آستان کے چکر آؤ اب گنگا چائی۔

لیکن بھر سے دال میں یہ نہیں تکھے بچوں سے کہ ہر طرف پاؤ گا رکوں بچ کی جی اور وہ نہ جاتا
تھا اور اس بی بی اس طرف اٹھ آؤ تھا جسے کوئی بھی دینی نہ تک میں بکھر کی صفحہ کے کسی بھی مسئلہ کل
ہا۔

ہو گا پھر آؤ اٹھ اور دلی ہوئی پڑی میں بڑھے کی گھٹی ایک گھٹی۔ ہا۔ جاتا۔ یہ ہر طرف ہا
کار بچ کی جی۔

اور اس سے تو گھوڑا آپ سنبھالنے نہیں سنبھالے گا۔ ہر قدم چکر کھاتا کلر پتروں میں

تریت کا ایک دن

دوسرے دن ایک نئی اصطلاح پیدا ہوئی۔

دوسری منزل کے دو پہاڑی کمرے میں کچھ عورتوں کا ایک گروہ تھا۔ کھڑکی کے قریب سے سرگرمی سے بات چیت کرتا تھا۔

میں اپنے ہی طبقہ میں بیٹھا تھا۔

اپنے ہی ساتھیوں سے بھاگ کر "ایک ہی گلی کے دو کمرے" سے "ایک کھڑکی" میں بیٹھا تھا۔ وہاں میں

کا مہاجر ہے۔ بار بار وہ گھر اپنے پچھلے کے لیے سب کچھ بھاری کرتا ہوں۔

میں جانتا ہوں میرے اس گھر میں اترنے کی اطلاع "اور کس" پر ہر پندرہ منٹ بعد دہی جا

رہی ہے اور وہ تھا قبیلہ میں رہنے والے ایک کمرے پر طرف سے نا ہٹتے چلے آتے ہیں۔

"میں ان تمام چھ چھٹکے کرتا رہی ہوں۔"



۱۰۰۰ پری ہو کر قیص کی ڈپ کو کھولنے لگتی ہے۔

”اوکھیر سے کپڑاں میں میری بچپان مشکل ہو گئی۔ ہے نا“

ہب تک دو دھیر سے لاکھ پٹوں کے جسے کھولنے میں اس کی جگہ جگہ سے سسکی ہوئی قیص پہننے کا بھن کر رہا ہوں۔ میری اس حرکت پر وہ لپائی کسمپاتی ٹوڈ کو ستر پر کر کے میرے بدن پر پٹکیاں بھرتی ہے۔

”غضب نہ کرو اسے اندر لے گئی ہے۔“

میں ان کو ڈیسی سب اپنے نکلے سروں اور ہاتھوں سے بچاؤ کرتی ہوں، ان سے کی دوزخوں سے لگ جاتی ہیں۔ وہاں ہاتھوں سے اور دھنکتی ہیں۔

ساتھ سے ستر پر اس کی سیر چلتی ہوئی سانسیں کمرے کی ہر ٹکے کو تیرہ والا کر رہی ہیں۔ میں سانسوں کے سوا دوسرے ذریعہ دور دورا لے کر سنا کر رہا ہوں۔

ابھی باہر نکل نہیں چکا کہ وہ ڈپ کراٹھ جاتی ہے۔

”قیص چائے وہاں کی۔“

”اگل باہر۔“ باہر سے میری مداخلت میں شرارت مچا ہے۔

”اوکھیر۔ آج کے دن کے لیے میں بغیر اٹھتی۔“

۱۰۰۰ وہاں سے کو کھینچے میرے سامنے وہ دھڑا پٹھو جڑ سے دھڑا زور سے اٹھ کر میں گردن جاتی ہے۔

”اوکھیر مجھے مت روکا میں ہر آؤں گا۔ آج میرا کام یہاں کی تمام اہم جگہوں کی تصویریں لے کر قیص کو سب چارہ لگیں۔“

”اوتے او۔“

میں اسے اپنے کام کی فہمیت کا تذکرہ کرتی جا رہی ہوں لیکن وہ آگھیں بند کیے اٹھ کر میں گردن جاتی رہتی ہے۔

”پچھلے میری تلی کر۔“ وہ کہتی ہے۔

میں مارتی سے اور قہر قہر کا پتہ پتہ ہونے اس کے سامنے اپنے بدن کے ساتھ میلی ہوئی ٹیکٹ

کی تمام جگہیں چاتی کرتا ہوں۔ سامنے اور اس کے قدموں میں نیلے چٹکے ستر اور نیلی زرد والی اٹکوں کے قطرے فرش پر میری بدن بھر کر جھٹے کا گندہ کی گڑھی کا رو دایوں کا ٹھیکہ منسوب ہوا ہے۔

”اگل باہر چھوٹا۔“

چائے کی دھنوں سے نا کھروں اور دوا دوا سے دواؤں نے چڑھتا ہے۔

”اوکھیر، ہنگامہ نہیں شک میں ڈال دے گا۔ وہ کون کی طرح۔ میری دوا زمرے کا سوال زندگی اور موت کا سوال ہے میرے لیے کھولنے چھوٹے۔“

”میں نہیں جانتی۔ میں میری تلی کر۔“

وہ اسی طرح آگھیں بند کیے دواؤں سے۔

”اوکھیر، دواؤں کی جانب تھرا، قدموں میں شہر کے سب سے بڑے پارہاں کی تصویریں چھوٹا ہونے والے چھوٹا کی اس کی گیس پڑاؤں۔“

”اگل باہر۔“ وہ دوا سے ہر طرح زور چڑھتا ہے۔

”خدا کے لیے میرے سامنے دن کی منت پر بار بار چائے کی۔ کھجور دھرت سے۔“

وہ دھیر سے میرے ایک طرف تلی ہے۔

”میں کو چہ روزانہ سے پچھلی کڑی میں نا آتھک کا کام تانے نا“

”میں ان کے پاس نہیں چلاؤں گا۔ دھیر کرتا ہوں۔“

”سب دھرتے ہیں۔“

۱۰۰۰ وہاں ہاتھوں سے چہرہ چھوٹے روٹے لگ جاتی ہے۔

میں اس وقت وہ دواؤں چھوٹے روٹے لگی میں کھوتے ہیں۔

”ہب چلا کہاں چھوٹے لگاؤ باہر۔“

دو سب پہلے میں گنگا پاروں طرف گھوم کر اپنے منظر پارہاں چلا سے تیل اور کھینچوں پر دواؤں کی جانب کالوں سے ہر پر تک کالے گے ہاتھوں کی نائلی کرتے ہیں۔

تھر تھر میں اب ان کے گرد گھبراواٹلی ہیں۔

”اوتے اپنا۔“

سب لوہے پر دیکھتے ہیں۔ جہاں وہ گھڑی کے دھنگے سے سرنگھڑا گھٹاؤں سے ٹوہہ کی جھاگ
پہناتا ہے۔

”سب اکٹھے اور میں ماکرہا نہیں۔ اب تو۔“

لوہے سے آواز آتی ہے۔

دوسرے ایک ایک کو ساتھ لیے وہی چرخی ’لوہے‘ درست کرتی ’لوہے‘ کے کونے اٹھیں
کے ساتھ ٹوہہ میں غوطے ہوئے گلی کے دانوں کھاروں چرخی کھولیں میں لکھے ہوئے نیلے پینکٹ
بستروں پر گر جاتی ہیں۔

تب میں اسے فرش سے اٹھا لیا ہوں۔

کاٹھنی آج بھی کارروائیوں کا غلیہ منسوہ پہنچتے ہوئے اس میں ایک تصویر کا اضافہ ہوا ہے۔ جو

نیلے پینکٹ بستروں پر اس کی تصویر ہے۔

ابھی تک دیکھ کر کھولیں کے دروازے نہیں کھلے۔ میں نیم دروازے سے باہر بھاگتا

ہوں۔

لوہے سے آواز آتی ہے۔ ”موقع ہے آ جا۔“

میں نہیں جانتا کہ موقع ہے یا نہیں۔ اس کے کہنے پر دروازے تک آتا ہوں۔ ایک قدم اندر

ہے وہ دروازہ۔

دوسرے پاؤں تک گلی ’گھٹاؤں‘ سے ٹوہہ کی جھاگ پہنچتا ’گھٹاؤں‘ کے ساتھ ایک

ایک کھولنی کی جانب لڑنے کے لیے تہہ اٹھا رہا ہے۔

اس نے لوہے پر دیکھنے سے منع کیا تھا۔ میں نظریں جھکا کر ’دیکھو‘ کے اسحق ہونی شہوانی

جنازہ میں احتیاط سے قدم اٹھا رہا تھا گلی کے دروازے تک آتا ہوں۔



اس وقت انہی باتوں کے لیے ایک آپشن آگیا ہے کہ ان کے دل کے پتے پر ہاتھ رکھیں۔

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

$$^{\circ}\text{C} \times \frac{1}{100} = \text{C}^{\circ} \times \frac{1}{100} = \text{C}^{\circ} \times \frac{1}{100} = \text{C}^{\circ} \times \frac{1}{100}$$

اب ہم ایکسٹرا لوگوں میں سے کچھ نہیں رہے ہیں، کچھ نہیں ہیں اور کچھ مختلف دھنوں کے

”تو کیا آپ بھی نہیں آئے تھے اور کسی نے آپ کو یہ کیا؟“

”نہیں صاحب میں نے دیکھا تھا لیکن مجھے دیکھا تھا وہ مانتی رہی۔“

”لیکن یہاں بھی تو لیکن ہے آپ نے جھوٹا کیا ہو۔“

”لیکن ہے۔“

”کسی شخص سے سے چچہ لینا تھا۔“

”شخص سے سے چچہ لینے اہاں۔ لیکن یہ کب بات نہیں کہ آج اپنے افعال کی تصدیق

نہیں کرانی چاہی ہے۔“

”نہیں بھئی وہ ہے۔“

پچھلے دنوں کو دیکھا جائزہ لیتے ہوئے جانے کا آواز دے گا۔

اب ان دونوں طبقہ والوں والے ہاتھوں کے چہرے پر گھٹن کر رہی تھیں کے باقی مٹ کر

داخل کرتی ہے۔ جانے جانے میں ایکسٹراکٹوں کی خاصی تعداد ہے۔ ان کے ہونٹ مل رہے ہیں

آواز کوئی نہیں۔

اور آواز نکلتا ہے اور وہی اگلے والوں والا وہاں ہوا بھی کچھ پہلے باہر گئی تھی اہاں

آواز نکلتی رہتا ہے۔ وہ جس سے اٹھ کر باہر گیا تھا اب وہاں کچھ کے لوگ آچکے ہیں۔ کچھ وہی

بہرے رنگ ہوا ہے۔

”تو کیا تم کہتے ہو کہ میں نے جھوٹ کیا سمجھتا تھا؟“

اگلے والوں والا وہاں ہوا لیکن اور لیکن سے کچھ اترے آئے والوں سے چچہ

ہے۔

”آؤ کیا؟ میں کبھی نہیں۔“

اس کا چہرہ چچہ ان دکھائی دے رہا تھا۔

”تم نہیں کہتے؟“

اگلے والوں والے کے کچھ میں نظر لایا ہے۔

”نہیں۔“

”اور وہاں میں نے کچھ نہیں کر سکتے۔“

اپنے ایک ساتھی سے کچھ دیر کی محاورہ کے بعد ان کو وہاں کا چہرہ لکھتے ہیں تو جاتا

ہے۔

”ایسا ایسا تو تم نے اور ساری بار دہرا دہرا کیا۔ لیکن ہم جھوٹ کا جس چیز نہیں کر پاتا ہے۔“

شہر کے کاغذی کس لیتا ہے۔

”بہتیس سال گزارنے پر بھی؟“

”ہاں بہتیس سال گزارنے پر بھی۔“

اہلوس اور لیکن سے کچھ اترے والوں ہوا لیکن اگلی کی طرف دیکھ جاتا ہے۔

جانے جانے میں آواز کوئی ہے۔

”بہتیس سال گزارنے پر بھی۔ سال گزارنے پر بھی۔“

دیکھ لوگ ان کو گناہ میں سانس نہ جاتے ہیں اور وہ ایک کے بعد ایک سب کی آنکھوں میں

دیکھتا ہے۔ اس کے چہرہ ایک ایک کر کے لیکن چلے جاتے ہیں۔ اب کچھ اس اگلے ہونے والوں

والے کا کھڑ لیتا ہے۔

”کیا تم یہ بھی نہیں دانتے کہ ہم نے سب پہلی جگہ کی تھی۔“

”یہ کی آواز نہ جاتی ہے۔“

”اور اب اور ساری جگہ کے بعد میں دیکھا اور کیا ہوا۔“

کچھ دیکھ لیتا ہے۔ اب وہ اگلی اگلی اور گیا ہے اس کے کام چہرہ ایک ایک کر کے

کے چہرہ۔

ساتھ ساتھ ان کے ساتھ بڑی بڑی بڑی سڑی سڑی والے والوں ہڈی کے ساتھ ایک

دوسرے کے قریب کر لیتے ہیں۔

”سمجھتے ہے۔ انا کچھ لیکن یہ بھی دیکھتے ہے۔“

ساتھ ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ والوں والا وہاں چپ چاپ بیٹھا ہے۔

جانے جانے میں اب دوسرے لوگ وہاں حرکت میں آچکے ہیں۔ ان کے ہونٹ مل رہے

جس آواز کوئی نہیں۔

پھر پانچھٹ اٹھے اُسے ہاتھوں وہاں نہرواں اٹھا اور اٹھ کر آپس میں سر جوڑے ہوئے علیے ہاتھوں والے ہاتھوں کے قریب چلا آیا۔

"صاحب کمال ہو گیا۔" تو نہرواں بڑا ارہا۔

"کیا پتھر بھول گئے؟"

ایک ہاتھ سے پوچھا۔

"نہیں بھئی بھول گیا کہ میں نے جانتا کیاں تھار۔"

"اچھا تھار ہو۔ یاد آ جائے تو چلے جاؤ۔" ایک نے مشورہ دیا۔

تو اس چپ چاپ بیٹھے رہے جیسے وہاں نہرواں کو دیکھتے ہیں۔

پھر دوسرا بھی روٹھے۔

"یاد آیا۔۔۔؟"

"پتھر یاد نہیں آتا۔"

"ایک بات کہوں۔ اب یہاں سے چلتا جاوے۔" ایک ہاتھ سے نے مشورہ دیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کاؤ ٹھری طرف سے ہوتے ہوئے دوسرا دروازے کی طرف بڑھتے ہیں۔

"نہیں۔"

سینٹ کی روشنیاں بجھ جاتی ہیں۔ "او۔" کے "تو" سے ہی ہم ایک ٹھٹھوٹک جاتے کے کھو کھے کی طرف پھلتے ہیں۔ اگلے سین کے لیے ابھی رہے۔

پھر سینہ ہی بھر پکارا گیا۔

سڑک کا سین ہے۔ اس میں ہم راگھو جی۔ ہمیں بار بار سنیں جن کے گرد پتھر کاٹے ہیں۔

"نہیں۔"

واٹر ٹینکی آواز کے ساتھ سینٹ کی خاموشی چھائی۔

"کھپ۔۔۔ ایک نمبر ایک ٹھٹھوٹک کی دکانوں میں نمبر پتھر دیاں دکانوں کو دیکھ۔"

"دیکھ۔۔۔"

ساتھ سے اٹھنے کی جی ٹرائی کر رہی ہے۔

میں جن کے چہرے سے کچھ نہیں ہوتے ہیں وہ کبھی کبھ جاتے ہیں۔

"کیا تم میں سے صرف ایک نے جانے لیا؟" اٹھا پوچھ گئے وہ ایک ہاتھ سے سوال کیا۔

"میں نے جانے آپ سے پہلے ہی تھی اور پچھ سے دیکھتے تھے۔" دوسرے ہاتھ سے دھانست کی۔

"اچھا اور میں نے آپ کے ساتھ ٹھٹھوٹک اور آپ نے۔" اگلے ہاتھوں والے نہرواں نے پوچھا۔

"پتھر یاد نہیں آتا میں نے جانے ٹھٹھوٹک بھی تھی دیکھیں۔"

"آپ کو کاشکی یاد نہیں کہو کہو۔"

"کیا ہو جاتا ہے۔ جب بار کھلے کو بہت سی باتیں ہوں۔" دوسرے ہاتھ سے ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔

دوسرا کبھی پچھتے رہتے ہیں۔ نمبر وہاں کے قنات میں ہے۔

"نہیں ہم کہاں جا رہے ہیں۔" ایک ہاتھ سے پوچھا۔

اب وہ پھلتے پھلتے ایک ٹھٹھوٹک کے ہیں یہاں سے دوسرے ٹھٹھوٹک ہیں۔

نہرواں کا ٹھٹھوٹک بھی ٹھٹھوٹک میں تمام ٹھٹھوٹک جلدی اپنی صورت میں بدل رہا ہے۔

"کسی ایک راستے پر پھلتے سے پہلے ہمیں یہ خبر دہان لیا جائے کہ وہ راستہ ہمیں کہاں لے جائے گا۔"

"نہرواں یہ کہ ہم گھر جا رہے تھے۔"

"تو کوئی ایک راستہ ہی ہم جن کا کیسے ہو سکتا ہے۔"

سوئی میں کریم لے اٹھا۔ اٹھتے نہیں چلا۔

ایکے میں ہم نہرواں وہاں ہاتھوں کی طرف دیکھا رہا ہے۔

"شاید ہم نے اٹھ اٹھ ہی جانا ہے۔"

اٹھے ہاؤسے ہاؤسے دالے تو جوان نے جبراً منہ ہو کر چمچا۔

”کیا آپ بھی میری طرح اپنے گھر میں کچا پھول گئے ہیں؟“

”ہیں، کچھ دنوں میں آ رہا ہوں میرا کتبہ، جب وہاں سے چلا تھا تو کچھ پتلیوں کا کھانا تھا۔ بہت چھوٹی تھی، مگر دراصل آدمی راحت کو دیکھتا تھا۔ میرے پاس آ تھا اور اُس نے مشورہ دیا تھا کہ میں فوراً کھانا کھا جائے لیکن ہے۔ حال حاضر میں اب ہو جائیں۔ میں نے جب یہ بات سنی تو وہ وہ نہ پڑی تھی اور انداز میں وہ کہیں انکسٹریکٹ ہو گئے آ۔ مکان پر دروازہ کھلا ہے۔ جب وہ کہیں اندر آ کر کھانا کھا تو اس وقت تک قریب تھی میرا کچا کھانا۔ میرے ہی گھر سے ایک شخص نے اسے چاقو ٹھوپ دیا۔ اس نے گرتے ہوئے جب نظروں سے میری طرف دیکھا اور اس۔ وہاں میں سے تو لیکن کچا کھانا تھا۔“

”کھانے۔۔۔ تو یہی کھانا آپ نے اسی طرح انکسٹریکٹ دیتے ہیں۔“ انہوں نے کہا اور دیا۔

”شراب کرا۔۔۔ چار لیٹر لائے بھلا اور۔۔۔ ریاضی۔۔۔ انکسٹریکٹ۔“ کیرو چتا ہے۔

”تو کیا آپ بھی یہاں کیلئے پہنچے؟“

نوجوان نے مضمون پڑھنے کی طرف اشارہ دیکھتے ہوئے چمچا۔

پھر ان کیوں کے پڑے پڑے ہار کی میں اب گئے۔

روشنی کے ساتھ ہی کیرو لیٹوں کے الگ الگ کونڈ لیتا ہے۔ کچھ گڑھا تو میں راہ پہنچے تو کوئی اور گاڑیوں کی آواز بلند ہوتی چارہی ہے۔

اٹھے ہاؤسے دالے تو جوان نے کچھ ہر گزوں بھانکے دیکھے پھر دیا:

”تو کیا میں نہیں ہوں کہ میں تو دوسری بار کھانا کھا ہوں۔“

دونوں ہاؤسے خاموش رہتے ہیں۔

”لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ تم ہو اسی اور میں بھی؟“ ایک نے جبراً منہ ہو کر چمچا۔ تو جوان ہنسنے لگا۔

اور چمچ کھانا، پھر دیا:

”میں بھی خیال کھانے ہی آتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے۔“

”یہ ممکن ہے۔“ ایک نے اسے لے لیا۔

”چھٹک ہے۔ تم نہیں جانتے۔“ دوسرے نے اسے پہلے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

کہا۔

اٹھے ہاؤسے دالے تو جوان بھی ایک کی طرف اور بھی دوسرے کی طرف دیکھتا ہے اور دوا دیا کرتا

ہے۔

”تم میرے ہونے کی کوئی کبھی نہیں دیتے کہ میں ہوں۔“

”کبھی نہ ہی آدمی سے چمچتے ہیں۔“ کسی ایک نے کہا۔

کیرو میں قصور سنا کہ وہ جاتی ہے۔



رہائی

تکارتے..... تو ہے کا بھاری طوقِ ظلم کے گنگا کا پار تھا اور وہ اس بھاری بوجھ سے کہہ رہا
 ہو چلا تھا۔ اس حالت میں اُس نے کہا:
 ”کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرے آگے لے گئے جو یہ سنگسار کا انگہار کیا اور یہ تو ہے کا گنگا پر وقت
 میرے اختیار میں رہے۔“
 کہا جاتا ہے کہ جب اس کے آگے گنگا کا نام لیا گیا تو اس نے طوقِ تار لینے کا حکم دیا
 اور کہا:
 ”اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔“



اور میرا جہاں تھا اور بندگی خاتمے کے دن سے اور وہ سے جہاں پائی جانے والوں کے گرد
 گردلوں کا ایک بڑا جہم اکٹھا ہو چلا تھا۔



سب نے دیکھا کہ ان دونوں میں سے ایک کو لڑا کر مارا اور دوسرا قتل ہوا ہے پھر ہر طرف جھڑپیں
 مارتے ہوئے تین کرکڑاں اٹھ کھڑی۔ اس نے چاروں طرف نگاہ کی اور صرف سے غصیلیاں کھیں۔ اسے
 دکھ اس بات کا تھا کہ اس کے لڑا سپردوں میں سے کسی نے بھی اس کی جانب بازو نہیں بھرا ہے نہ وہ قتل
 آئے نہ جلا۔

دوسرا فریق زمین پر کھل کی گھڑی میں اجیر ساکت تھا۔ جہم میں سے کسی ایک نے آگے
 بڑھ کر کہ جس کی زور دہنی ان کے پاس دیکھ بھلائی۔

اس نے کوئیں میں اس تین کرکڑاں سے ہونے والی کوئی بھی نہ پہچان پایا تھا اور فریق پر کھل کی
 گھڑی کی پہچان اس سے زیادہ مشکل تھی۔

ساتھ ہی ایک چلی گئی اور تین کرکڑاں نے وہاں جوں کا توں سے غصیلیاں مارتا۔ علم و ادب کے
 پورے کے دوجہ دوڑ چلا تھا۔ اور کرکڑی کی آبادی اس طرف نوٹ پڑی تھی۔ اب اس مشکل کا ایک ہی
 حل تھا کہ وہ اپنی پہچان کر دے۔ اس نے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آواز نہیں گویا۔

"سنو" میں جانتے تم میں سے ہوں اور اس بڑی خانے میں اپنی پہلی دور آفری فوش کا
 حال جان کر رہا ہوں۔ تم ایک ساتھ اٹھاتے ہوئے اگزی ہوئی ٹاکی وروج میں سرکاری ہنگاموں
 کی ایک دوجہ میرے آگے چلی اور پیچھے دھنگے ہاتھوں کا ٹولہ۔

میں دیکھتا ہوں تم تھا اور گھنگ۔ وہ ایک کام کرکڑوں میں کھڑی اور کھپوں کے بل پر چبک کر
 آگے بڑھ رہا تھا اور میری زبان کیلے جلی ہوئی سرٹ پائے انٹوں کو چھو رہی تھی۔ جب دھنکی میں آ
 ہوں اور ٹاکی وروج کی دوجہ اور سامنے سے آتی ہے تو میں نے دیکھا کہ کھلے ہوئے فرش پر سیاہی
 ہاتھوں کی چٹختی ہوئی فوٹو پر اٹھ کر میرے مطلق کو چھو رہی تھی۔ پھر ہم دہا ہے۔ "بھوکہ۔"

میں نے جان کی کہ میں چاہی اور فرش پر گر رہا ہوں۔

"میں جہم کوں گا کی کوں گا۔ کی کوں گا کی کوں گا۔ حضور میں بے گناہ ہوں۔ میرا بیٹا
 مرے نہیں تھا یہ گھنگے بڑا کیا اور نہ وہ دھڑاؤں میں آ گیا۔"

اس نے آگے بڑھا اور دھنگے دھنگے کرکڑاں میں چلا گیا۔ کب لگے فرش پر سانس لیتی ہوئی گھڑی میں
 حرکت پڑے ہوئی۔ اندر وہ ایک چمکے والے ہاتھوں پر اٹھ کھڑی رہی تو وہی آواز میں پکارا۔

"تیک کو کوں جھوٹ بکھا ہے۔ میں نہیں لے نہیں بکھا۔" ہم دھنکی کی آوازوں کی
 اگزی ہوئی سانسوں کے ساتھ زور دیتا چلتے تھے اور ہم نے ٹی کر لپٹ لیا تھا۔ اب ہم سر پٹ لگے
 تھے۔

چلی کر بیٹا عالم کوں میں اور تک کا بھار ہا پھر ہوا۔

"ہاں گھنگے دادا کا تو صاحب ہمارا میں جانوں کھلے سپرد ہوں اور لپٹی آوازوں کی جانب لکھتا تھا
 کہ ہر طرف غور ہوا۔

"جائے نہ پائیں۔ پکارو۔ بارو۔"

پھر دھنکی ہوئی گئی۔ میں کھڑا کرکڑاں کی دوجہ میں غصیلیاں مارتا کہ بھار۔ تم ہو اور میں
 نے دیکھا کہ گھنگے اندر میرے میں کسی نے گھڑی سے آ کر میرے بائیں قریب دوجہ کرکڑاں سہارا لیا ہے۔
 میں سانس دے کرکڑاں پھر زور دے کرکڑاں سے قریب ہونے لگا۔ وہاں سے دیکھا۔ دوجہ کرکڑاں کے ساتھ کھٹکتا
 ہوا دھنکی چلتا اور اس کے کھجوں پر سر نہیں تھا۔

"میں نہیں تھا؟"

جہم میں سے کسی ایک نے احتشاد کیا۔

"ہاں اس کے کھجوں پر سر نہیں تھا۔ وہ بکھا تھا اور اسی گلی میں پھنسا چلا تھا۔" جہاں میں تھا
 لیکن شاید آٹھوں نے اسے دیکھ لیا اور سراسر اٹھا لیا۔ اور پھر وہ میرے قریب آ گیا ہے تو اس کے سر
 نہیں تھا۔

"میں اس فریق پر سانس لیتی ہوئی گھڑی نے آگے نہ کیا۔"

"تم نے گھنگے پچھا نہیں۔ وہ میں تھا۔"

اس پر وہ کرکڑاں میں تھوڑا سا پکا پکا پھر ہوا۔

"میں گھنگے پچھا تھا۔" جہم سے سر نہیں تھا۔ "سو میں نے قسمیں اچھی دینے والے ایک بار پھر
 لگا۔ اس وقت ابھی گلی پھار پڑی تھی اور وہاں میرے سر تھی۔ ایک چکر تو میرے بل کر اٹھا ہوں اور
 جب گھنگے صاف کیا تو پتا چلا میرے سر سے کھٹاک ٹھٹاک دھنکی پکار میں دھنگا۔ پھر فریق ہوا اس وقت جہم ہوا
 ہے کہ آواز دہرا دیا جائے۔ میرا کھٹاک ٹھٹاک دھنکی گئی۔ کوئی ہے جہم تمام لے کر پکار رہا ہے۔"

مستطاب جسم نے کسی منہ کی کرتے ہوئے فزق پر چلنے سے کھڑی گھڑی کو لپکا ہوا۔

”اور تم۔“

”میں۔“

اس کی آواز گھٹیں دور سے آئی۔

”مجھے کس کا تھلا ہے کہ میں اکیلا رہ گیا تھا۔ پھر اس جو بڑھکے لگا دیا گیا ہوں۔“

میں نے کہا کہ اسے ہماری کھانا دستکلیں پانی پر سر لوڑھا جائے تو سے چلی۔ ایکے میں کوئی ایک

چنگے سے چنگین کو چنچا چلاؤ، باقی اور دوسرا لایا جاتا رہا، جاتا آئے باقی اور ہم سر لوڑھا جائے آگے کو

چلے ہوئے تھے۔ شروع کھانا سے میرا منہ کھانا یہ مجھے یاد نہیں۔ بس ایک کے بعد ایک سب کی طرح

لگا لگا کر میں تو بڑ میں گرا ہوں۔ میں نے اپنا فیصلہ اس گلہ کو کھم پر چھوڑا۔“

اس کے ساتھ ہی کھیل میں سانس کی دھمکی چھو ہوئی۔ پھر اس کے گرد انگریزی آوازوں سے

اچلتے کرتے کھم میں سے شورا تھا

”پاں پاں یہ نہیں میں سے ہے اور ہم اب تک اس جو بڑ کے اچلتے ہوئے کچڑ میں لہے

پہتا۔“

اس شورا میں وہ مرد و آواز دھیر سے دھیر سے ڈوب رہی تھی:

”میں نے اپنا فیصلہ اس گلہ کو کھم پر چھوڑا۔ آج کی تمام ٹھیکہ دار میرے میں بانگے دھنوں کا

آواز مجھے نہ کی جانے سے باہر پھیل گیا۔“

دیکھو۔ میں اٹھ ہوں کھیل لگاتا ہوں۔ دیکھو میرے شانوں پر سر نہیں ہے۔“

سب نے دیکھا کہ سب دوا لیا ہے تو بے سر کا ایک ستون تھا اس کے کندھوں پر سر نہیں تھا۔

اور کھب سے اٹھتا ہوا لوگوں کے سروں کا شجر، یا اس کے نام کا دور کا ہزار دیکھا لگتا

ہزاروں اطراف سے اس بے سر کے ستون کی چاہب رواں تھا۔



سب سے اوپر کی چیز میں یہ لانا تھا تھا۔ جب سے اب تک میں نے اس حرکت اکثر دیکھا ہوں۔
پھر ان کی آنکھ کی پلپٹاؤں سے نکلتے ہیں۔ میں جانتا ہوں پھر یہی ذرا سی حرکت سے تمام چیز میں دھڑام
سے پھٹے آ رہے گی۔

میں بالکل سامنے کھڑا ہوا اور لپٹ کر آؤں تو تم، بے نیکی دغا دگتے ہو۔
کبھی کبھی مجھے یوں گنا ہے جیسے میں بڑی مشکل سے یہاں پہنچا ہوں۔ جب میں بہت زور
سے دھکتا ہوں، لیکن وہ ہے کہ اب وہ بڑی سی دھڑکتی ہے جس میں دھڑکتا ہوں اس کی لمبا دھڑکی ہے۔
میں تار، کپڑے، کتے میں بھروسہ رکھ کے مسالے کے ڈھنگ کی آواز سن رہا ہوں جس سے
اٹھتا ہوں۔

آخر وہ کتے میں کب تک پہنچی۔ ایک دھچکے آئے گا اب۔
میں اس سے آگے جا رہا ہوں۔ اپنے کتے میں پھر یہی ہے اور کتوں کے آگے انہیں بچھا
ہوا ہے۔

میں بالکل سامنے صوفی اور جوان پہنچا ہوں۔
بڑی اور چھوٹی۔ بڑی بہت دنوں سے بھی گھٹی نظر آتی ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے اس نے
لیٹا کر اپنے کہہ دیا تھا کہ میں کرنا چاہتی۔ چھوٹی اس کا کہنا ہے۔

جب میں انہیں دیکھ کر ہوتا ہوں تو دھڑکتا ہوں اور کتے کتے ایک بار پھر شروع ہو جاتی ہے۔
جس سے کتے کے لیے میں بھروسہ کرتا ہوں۔

مجھے یوں دیکھ کر پہلے پہل چھوٹی چھوٹی کھٹکھٹا کر رہی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ تو کہیں میں
وہ بڑیاں دکھائی دیتی تھیں اب کتوں سے وہ بھڑکنے لگی ہے۔

میں نے اس سے وہ بڑیاں دیکھ جاتی ہے بالکل بڑی کا کتہ کتہ۔ پھر اس کے دھڑکتے ہوئے
پھر سے بھروسہ کر لی کہ میں وہ بڑیاں دیکھ رہا ہے۔

جب میں اس سے آگے جا رہا ہے۔
وہ بڑیاں وہ بڑیاں دیکھ رہی ہیں اور وہ بڑیاں دیکھ رہی ہیں۔
"ابا اب بہت ہو گئی۔"

واپسی

پندرہ کی کی دیر میں نہیں جاتا تھیں پھر گھر سے زیادہ بہتر ہے۔
پھر گھر کی اس تصویر کے پاس گھر کا رنگ دیکھ کر ہر گھر پر چھایا ہوا ہے۔ کالے رنگ سے
اگر تھی کبھی کبھی آگے آ کر بہت واضح ہو جاتی ہیں۔ نیلے رنگ کا پورا چال دھڑکتا دھڑکتا دھڑکتا دھڑکتا
تصویر کو اپنی پیٹ سے لگتا ہے۔

اس کے چھوٹے کچھ صرف ایک منٹ بھروسہ رنگ کی باتوں کی چیز میں ہے جو اوپر کو جاتی ہے۔
ساتویں چیز میں سے اوپر کا حصہ اب نظر نہیں آ رہا لیکن یہاں بھی کچھ دھڑکتا دھڑکتا ہے۔ جو اب سو بھروسہ
نہیں۔

یہ امرانہ میں نے وہ دنوں جا رہا تھا کہ ان کی باتوں سے لگا رہا ہے۔
پہلے ہی روز۔ یہ بہت پہلے کی بات ہے جب پھر یہی چیزیں وہ بڑیاں کو پھر دیکھ رہے آگے
ساتھ گھر سے بھاگ گئی تھی۔ اس تصویر کو دیکھنے ہی کا کالے پاس گھر میں نیلے رنگ کے چال لے گئے

— 2016/2017

پھرتی کہ تصویر بالکل اچھی نہیں نکلی۔ کئی بار مجھ سے ایسے کراہنے کی کہ کھانا، میں سے
سے بری تصویر نکلی ہے۔ میں اس تصویر کے حق میں دلائل دے گا تو انھوں نے میرے پاس دلائل کی کیا

میں اس سے بحث نہایت اچھے لکھے میں کرتا ہوں۔ اچھے اور بے ادب سے چپکے سے اکٹرا کر چھٹے۔ وہ نہیں جانتی کہ اس کی سب سے اوپر لی چیز کی قدر میں دیکھا ہوں۔

ان کے دو بلی قصہ گوئی کی طرح لکھے گئے ہیں۔

یہ قصہ بظاہر غنائی کے قلمی لکھی، اب اس نے کہنے میں سوائے قلم سے تو۔۔۔ غنائی کا
 "دلہ رقت" لکھا ہے۔ غنائی نے بہت سچی چہرہ کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اس کا ناول نہیں ہو سکتا ہے۔

تصور میں کشمیر سے جو کیا رنگہ پہلے سے ہو یہی طرف کر دیا گیا ہے۔ یہ تصور ہی درجہ کر
ہو گیا ہے جیسے انسانی تصور نے اپنا اصل صاف کرتے ہوئے سب کے لیے حقائق بنا دیے۔ تصور میں
جستہ سے یہ پورے لوگوں کو چیلنے پھرنے لگا دیا گیا ہے۔ سب کے سب انہی کہاں چیلنے ایک دوسرے
سے اپنے آپ کو محسوس دیتے ہیں۔ سب کے رنگہ لڑ رہے ہیں اور پہلے سے ہو یہی طرف کر دیا گیا رنگہ بنا کر دیا
ہے۔

$$-\frac{1}{2} \int_{\mathbb{R}^d} |\nabla u|^2 dx + \frac{1}{2} \int_{\mathbb{R}^d} u^2 dx = 0$$

پہلے ہی تمام قصوں کو جلدی جلدی پڑھتی ہے، بعض اوقات اس کی آنکھیں بھی بند رہتی ہیں۔

گاہ اسی کی پند، دھند، افسوس، اسی فہم، دھند میں ہو جاتی ہے۔

آج دوکانچے سے وہ ابھی بے مارچ کے بیچے والی تصویر کے سامنے نہ کہ کھڑی رہی تھی۔ شاید وہ بھی کوئی عنوان سوچ رہی ہو۔

اس قصہ پر میں پختہ اشعار کے لئے مجھے کئی ایک کچے باتوں میں گھومتے ہوئے رہی۔ جہاں ایک گڑباز لڑکی اس کی سوجھ بوجھ سے ہر طرح کا غمخوار ہوا، جیسے اسے باقی رہی ہے۔

تھیں وہ کھیل سے اگل کر آئے اور بیٹے کو چاہتا تھا کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر اس کے
 باپ کو دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بیٹے کو بھی دیکھتا ہے۔

شعبہ تعلیم و تربیت



بات

بات ہو ہے کہ

وہ کہتا ہے جیسے ہم تجھ کو اس سے دور کرتے جا رہے ہیں۔ وہ یہ بتا رہا ہے کہ۔ کہ وہ کہتا ہے کہ وہ سب سے کی بات چلا ہے کہ وہ ہر بار ہم سب کے ایک دن اس کے سفر آئے کی حالتی ہو رہی ہے۔

وہ چاہتا ہے۔ سب وہ سنتا ہے۔

"ہم بہت دنوں بعد کو اپنی باتیں کرتے گئے۔ میں تو ان دنوں کو ترس گیا ہوں۔ سب ہم باتیں کرتے گئے تھے۔ گھوٹا میں ہر جگہ بھی ہوں۔ تم تو کون کے لیے قہقہہ ہوں۔"

ہم فوراً کہتے ہیں۔

"ہم نے اس پر گزشتہ سہ ماہی کرتے"

"کچھ"



”بھلی ہوتا ہے نا؟“ غراب قہقہہ۔

”دھڑکی ماں کی۔“

اور بیکار وہ خود کا کافی دے کر باہر چپ غم کر رہا ہے۔

یہ سب ایک مدت سے ہو رہا ہے۔

”بھلی ہوتا ہے نا؟“ غراب۔

ہم سب اس پر ہنسنے لگے۔

ہم شہر سے ہر ایک چاہتا ہے کہ بہت دنوں بعد دیکھا جاتی بائیں کریں۔ ہم بھی ان دنوں کو اس کے ہیں۔ سب ہم بائیں کرتے تھے۔ نہیں تھے۔

شہر کی سب سے مصروف سڑک اور گھارتی مرکز میں سب سے اہم گھارت کی دوسری منزل پر اس کا دفتر ہے۔ سڑک کی جانب بہت پر زنی بند کڑکیوں میں بڑے سونے ٹیشوں کے پیچھے چھٹی ہوا۔ کچھ وہ دفعت ہے۔

اس طرف سے گزرتے ہوئے گاؤں، عورتوں اور بچہ جاتی ہے۔

ہم سب اس سب بھی آپس میں ملنے ہیں اس کا ذکر کر رہے ہیں۔

بیب نہیں ان کا موصول نہ جانے کے لیے کہتا ہوں۔

”یارو وہ طاقتور بہت کہہ رہا تھا کہ۔“

”گاتر نہیں بھی تھا لیکن سوچا۔“

”ہاں بھلی ہوتا ہے نا؟“ غراب دہاقر۔

اس جہاں آ کر تھیں کو چپ کی گ جاتی ہے۔

اسے ملے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ انار بہت سادہ وقت اس کے بارے میں معلومات انہیں

کرتے گزرا گیا ہے۔ اس کے بارے میں انار اس کے دفتر کے بارے میں۔

یاد ہے کہ آٹھ کل بہت مصروف ہے۔

دفتر کی مصروفیات اور ایک خوبصورت لڑکی بیکاری۔ لیکن فون مٹاؤ دھڑکے کا راز اور

ان کے پیچھے لوگوں کی ایک لمبی صف میں دھڑکے اور وقت چاہنے والوں کا ساتھ ساتھ جاتا ہے۔

دفتر کی مصروفیات اور ایک خوبصورت۔

اسے ملے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ اس ایک انداز تھا جس سے ان تمام باتوں کی تصدیق ہوتی ہے۔

ہم اکٹروں ہی بائیں کرتے ہوئے اظہار کی مقصد کے گھومتے پھرتے اس کے دفتر کی جانب

نکل جاتے ہیں۔ سب سے ایک دوسرے کی نظر چاکراؤں دیکھتے ہیں اس کے دفتر کی جانب۔

جہاں بہت پر زنی بند کڑکیوں میں بڑے سونے ٹیشوں کے پیچھے چھٹی ہوا۔ کچھ وہ دفعت ہے۔

ہم سوچ سوچ کر بائیں ہو گئے۔ ۱۹۹۹ء سے ہے وہ بھی مٹا ہے۔ یہی کہتا ہے کہ ہم اس سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

آج ہم نے اس سے ملنے اس کے دفتر تک جانے کا فیصلہ کیا ہے۔

لوگوں کے بہت بڑے ہجوم کے ساتھ دفتر کی چڑچڑاہٹ چڑھتی ہے جسے ہم نے اس کے کر کے

تھکتے ہیں۔

کمرے میں وہ سونا دیکھتے ہیں۔ فرار کی ہر طرف پھلتے ہوئے دھڑکے کا راز اور مٹاؤ دھڑکے

چ سے ہیں۔ چٹائی وادی بہت ہی بڑے پیچھے گھومتے والی کریں ہر ایک طرف بھٹکا ہوا ایک بار دہی

اور ہاں گڑھی بیکاری سے ملے والوں اور وقت چاہنے والوں کے دھڑکے کا راز کی چٹال کر رہا ہے۔

لوگوں کا رونا سا تیز، دم کی جانب ہے۔

ہم پر پھل قدموں کے ساتھ دروازے تک واپس آتے ہیں جہاں وہ اپنے کمرے کی طرف

بڑھتے ہوئے دھڑکے کا راز اپنے ہاتھوں میں لٹاتے ہیں تاکہ وہ ہجوم کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیلنے میں

بنا ہوا ہے۔

”یاد ہے کہ۔“

وہ کہتا ہے۔



تار پر چلنے والی

کبھی آگھ میں تھی، راجھی
 کبھی سڑکوں کے درمیان
 وہی ایک جسم نکلا
 کبھی پتھر کی سڑک پر کیے ہوئے
 کبھی سڑک پہلوؤں کو قیام کر
 بے غمی تار پر کبھی اس طرف
 بے غمی اس طرف کبھی تار پر
 اسی رقصِ ناممکن کے
 وہ دن کے قہقہے کا پھول تھی

سکین احمد

یہاں سے تیار کرو۔

میں آپ کو شہرِ اعلیٰ نے لوگوں کے اہم میں بازو پہنچا ہے اس کے لیے جیسے جاب و بیک



وہ تو اب انداز میں ہنسنے لگا۔ ایک سر سے دوسرے سر سے ٹک گئی
 اسی طرح وہ انداز میں ہنسنے لگا۔ سر سے سر سے جلتی ہے۔



میں اپنی آنکھ کے منہ کی اوت سے اس کے ساتھ چلتے تو جان کی آنکھوں میں نکلے حوال
 کرتا ہوں۔

اس سر سے اس سر سے ٹک گئی ہوئی جا رہا دھڑ دھڑ سے دھڑ سے گراں جھٹکے اپنے
 پاؤں کے انگلیوں پر ٹکوا اٹکے بھل رہی ہے۔

اب اس نے سامنے دیکھا ہے اور جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے اپنے ساتھی سے ڈرا دیکھنے پر
 ہو کر سر سے سر سے ہو کر گزرتی ہے۔ اس کے ساتھ منہ کی نکلے چلے والے گاہوں پر سے ہو کر
 پنڈلیوں کو چھو رہے ہیں۔

انہی کچھ اور پچھلے ان دونوں کو میں نے باجواب پر پتہ ہی لا کر بری کے اچھی ہوئی خبروں
 والے برآمد سے کے قطر سے سکوت سے باہر آتے ہوئے سائیکل سٹینڈ کے ساتھ کھڑے دیکھا تھا۔
 اس وقت اس سے کتا میں سنبھلے نہیں سنبھل رہی تھی اور وہ چلے ہوئے پر اپنے ساتھی کے
 نکلے ہوئے کتوں کی زد میں تھی۔ اس کے کتائی رنگ کے دونوں پر مسکراہٹ نہیں رہی تھی اس کی
 خصوصیت مسکراہٹ نہ رہا یہی الجھنوں میں اس سے خصوصیت تھی۔

اس کے دونوں کتائی رنگ اور کتوں سے پنڈلیوں نکلے کرے ہوئے ہاتھوں کا ہونا ان
 نکلے ہوئے کتوں کے چھپے دب کر دیا تھا۔

یادوں کے ٹکڑے دھڑلے ہوئے دونوں رنگ اب گہرا کر سہتہ پاؤ ہوں۔ لیکن اس
 میں بہت دقت نکل گیا۔ چکے چکے گئے۔



پانچویں میں کہہ رہا تھا کہ اس کے گلے لیے ہال کابو ہے سے جو کہ پانچویں کو چھوڑ رہے تھے اور
تیس دن اس لیے میں کو شاپہ دھوتے کرتا ہے۔

میں اس کے سامنے کے چپس چاکھٹ چاکھٹ پار کر اپنی آنکھ کے منہ پر چڑھ جاتا ہوں۔ ایک
تو گھبراہٹ اور دوسری اندر سے اکیلا اپنی ہی جواب آتے دیکھ کر بے ہوشی سے جاتی جاتے
ہوئے اس کا دستہ روکتا ہوں۔

زمانہ گزر گیا تھا اور اس دن میں میں نے اسے بھول جانے کا جتن کیا تھا۔ لیکن جب وہ
مراٹھ آئی ہے تو میں نے اپنے بچے میں اندر ہی اندر کی وجہ کو گرفت لینے ہوئے محسوس کیا تھا۔

اس کے ہار جو کہ پٹوں کے چپکے سے کٹا پائی گزر چکا تھا۔ وقت گزر گیا کہ کسی کے در کے کچن
میں نے اسے روکنا چاہا۔

"کب آئیگی۔"

"....."

"بہت کمزور ہو گئی ہو۔ گھٹے کسی نے بتا دیا کہ اس میں سترچم چھلکے سال کے در ہے ہوئے پر ہے
پاس کرنا چاہتی ہو۔"

"اوہ گھبراہٹ میں میرا مطلب ہے میں یہی کہنا چاہتا تھا۔ تھک رہی ہے۔"

وہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ میرا دل زور زور سے چلنے لگا اور اس کے چہرے کو توجہ لینا
چاہتا ہے۔ کب اس کے ہونے آئے جانے کی وجہ دیتا ہوں۔



یہ گورنری میں شروع کرنے کے لیے دیکھ رہا تھا۔ جب سمجھا کہ وہ اس کے سامنے کے در کے ہونے کے لیے
اور جب وہ کسی کے ساتھ رہتا تو اس میں جانے پہنچنے کا بہت بڑا گناہ سمجھتی تھی۔

اور وہ ان دنوں ایک چھوٹے سے کچن میں میرے ساتھ بیٹھنے ہوئے اس نے میری جی
جی اور کہا تھا:

"میں لگتا ہے جیسے میں آپ کے ساتھ گھر سے لھا کر آ رہی ہوں اور ہم یوں بیٹھتے
بھرتے ہیں۔"

لیکن آج وہ نہایت عرصے کے ساتھ رہتا تو اس میں بیٹھنے سے پہلے اس نے لوگوں کی صورت
میری نگاہوں سے گھری ملاتے ہوئے سکرانی ہے۔

اسے ہونے پر ہے اسے کہ اس نے اپنا اپنے گھر چلے جانا ہے۔

میں گڑبگڑ سے اسے وقت اپنی ساتھیوں اور گھر پر اس کے ہر لمحہ میں اپنا سانس کھینچ کر
ہوں۔ زور دے کر کہ اب صرف ایک ہی صورت ہے کہ اس وقت کا تورا دھارنا ہے۔

میرا عمل گھٹے فیصلہ بنا رہا ہے۔

"کل دوسرا ہے۔ سارا ہے۔ سارا ہے۔ سارا ہے۔ سارا ہے۔"

لیکن میں بیٹھنے بیٹھنے میرا جوتہ اتار دیا۔ وہ میری سوچی گواہی کرتے ہیں لیتا ہے۔ میں
ازلی سے جھوٹا اس کا بازو اپنے دوشوں ہاتھوں میں قائم کرتا ہوں۔

وہ کچن کی محنت کے بعد چھٹی میرے پیٹ پر بیٹھا رہتا ہے۔

"دیکھیں۔ میرے ہاتھ میں تھالی کی نیچے کھیریں ہیں۔"

104

ایک نئی مذاکرہ کی طرف، کیجی ہے۔ پھر ہم دونوں نئے کی طرف اپنے تئیں کے چرے کی طرف، کیجئے تھے۔

لڑائی لڑوانے کے لیے چاہو، لیکن کیا دوسری طرف کے ہاتھ ہاتھ والوں کو پار پار اپنے دوسرے ہاتھ سے بچھڑے رکھتا ہے۔ ان کے راکٹیں ہاتھ کی اعلیٰ میں دوسری قسم ہے۔

وہ بعد ازاں منظر اظہار کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ان کی کتاب میں انہی کا لگنے چاہے۔

یہ شہر کوئی بھی نہ کہتا ہے اور اس کا کوئی بھی کالج، کوئی ساپرائیبل ہو سکتا ہے اور کوئی بھی مختصری
نہیں، یہاں اس کے لڑکوں کا بچپن کی طرح ہو رہا ہے۔

ابو نے ضرور تھا کہ پہلے اپنے بکرے میں ڈھاری کی کھاس لے، چاقا اور کھاس کیا تھی انیس ایک لاکھ تھی جو بکرے میں چھاس تھا سو چورس تھی۔ بلا کے لاکھ اس اور بھی تھا۔ خاسا سے شیش ہزار کی دو رنگ گنگلی بھرتی تھی کہ اس کی اوپے سفید جن میں چھپتے ہوئے مرچاں اور جھوٹے ہوئے پھول اور چوڑے گچھا لیکن یہ سب رفت رفتہ ہوتے ہیں۔ اس وقت تو شاہی چہ پہلے بھی سو چورس تھا اور شاہی تھا کہ اس سے کھانا بہت کم ہوتا ہے۔

“آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر میں نے عمل کیا ہے۔ اب آپ کو بتاؤ کہ میں نے کیا کیا ہے۔“

1000

[illegible]

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

میں نے اس کے لئے ہر کوشش کی ہے۔

بہت پہلے ذہب میں سے اس کھیل کی جدہ ہے کہجے اندہ کی فنی مضمّن وقتہ کواری کے لئے
 دیکھا مسماں دن اور چہرہ میں گزرا۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔

”وہ وقت بچا تھا کیوں کوئی لکڑی نہیں تھی سہارا بن جیتے گزر رہا تھا۔“

”اور یہاں کے شروع لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔“

میں نے ان کو یاد رکھے اپنی ساقوں کو پارک میں۔۔

”میری ایک عمر ہے۔ لڑائی لڑ رہی آپ جانے کیا ہے۔ آپ کو کیا ہو گیا تھا؟“

اس کی محوری سائنس مجھے دیاں کا احساس دلاتی ہے۔

1. *Phragmites australis* (Cav.) Trin. ex Steud.

میرا اکلایا ہوا گھروں پہنچے غریبوں کا ہوتا ہے اور ان کے اوتھوں سے وہ بھل ادا ہوتا ہے۔ کھسے
 شے کی اب بھوش کھسے نہیں۔

10. *Chrysomelidae*

1111

1000

وہاں تک پہنچے ہیں کہ ان کے پاس ایک ہی کتاب ہے جس میں ان کے تمام اعمال کا تذکرہ ہے۔

منجھن ہے۔۔۔ منجھن ہانا کہ میں چاہیے سوچنے کے مطابق وہ اس طرح کی اصلاح سے آتے ہیں
ہاں ہے۔

”انکے قصص، حقائق اور کیا کام ہے۔ میں قصص کا تاجداروں کی تعظیم پر چڑھ گیا۔“

”نہیں جی آپ کس؟“ میں نے کھلے بہت سے کام جینا رنگ سارا کھینچ دینی ہے

میں دلی ہی دلی میں سو چٹا ہوں کہ اگر انکلی سے کل ہو نہ ملی تو میں کہاں کہاں رہوں گی کہ کھائیں
کرتا پھرتا دلی ہو گا تیار افسر ہے۔

“JUNKY”

”تجلیاں گل جاں کے کہاں نہیں نے، جاں نہیں فیضاً اسے سارے لوگ ہوتے ہیں۔“ میرا
کافی ہاں پہنچا ہوں۔ میرے خیال کے مطابق یہاں وہ تجلیاں، میرے ساتھ آ رہی ہے۔

"اور کراچی میں آئے۔ یہاں بھی رہے۔"

"SHELLEY KEATS"

یہ بات ہے کہ اگرچہ یہ ایک نیا نیا موضوع ہے۔

“میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔“

Condition	Control	Low	High
1	65	45	55
2	70	55	65
3	75	75	75
4	85	85	85

— *John F. Kennedy*

جب پہلے پہل اس نے مجھے اپنے باطن آنے کو کہا تھا۔ انجی حب میرے نزدیک اس کی کوئی
نفس نہ تھی۔ میں روزانہ ملوث کر رہا اور میرا دوسرا جس کے ساتھ اس کا تعلق کر رہا تھا اس

میں نے یہ سنا ہے۔

”تھیں انہی کو بھی ملے گی۔“

— 176 —

وہ اپنے ملک کی فیروز گزشتوں میں رہا کرتی تھی۔

"آئیوں تمہارے پاس ایک سستا سا کھانا ہوتا تھا۔"

”تجربہ میرے حوالے کا جواب دے گا۔“

واقعی مجھے اب اپنے جواب لکھیں دینے چاہئیں۔ میں تم کو اس بات سے کہہ رہا ہوں کہ۔۔۔

”آپ جانتے ہیں یہاں میں چڑھائی ہوں ایک لڑکی مجھ پر عاشق ہوگئی۔ بہت بھاری سی لکاس میں اس کو رکھ رکھے جاتی ہے۔ اب تو یہ بہت بھی کامیاب رہا ہے۔“

“تم واکتبی من و مادر من”

2014

”میں نے یہ سوچا تھا کہ یہ بچہ دیکھ کر ہوں گے اس کے سر سے سدا کا لہجہ لے لیتے۔“

ہم نے ہر سال سوالیہ کر دیے۔"

پہلے گھر والے کو کہہ دے۔

اب وہ سب بھی رو رہا اب تو اٹھ اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ سچ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ہر سچ کی گواہی ہمیں ملے گی۔

”ہم نے جو کچھ کہا ہے اس پر عمل کرنا۔“

1000

وہاں پر ان کی سجدہ کیجئے اور نئے کپڑے کی ان کی نگاہوں سے جھٹکتی ہے جیسے میں جان رہا ہوں۔

"*Myself and my family*"

میں خطی چائے کا گھونٹ لے کر اپنے ہی مقالے آتے جاتا ہوں میرے اسطوارت کے

میں اپنے ہی حلقے میں لپکا ہوتا ہوں اپنے آپ سے کیے وعدے کو پورا کرنے کی خاطر اس کے قریب ہوتا ہوں۔ وہ عزت کثرت کرتی ہے اور میں اس کی گردن اور بالوں کے بوجھ لیٹا ہوں۔

”سب مرد ایک سے ہوتے ہیں۔“

تار چڑا لگے ہوئے وہ کادو دار اور اپنی اصل کے درمیان اپنا توازن برقرار رکھنے کی سعی کرتی ہے۔

اس کی چھوٹی جواں بھینٹیں باپ اس کے کادو دار کے ساتھ ہیں خواہ اس کی اصل سے آجسما ہوتے ہوئے رہے جاتے ہیں۔
”کوئی دیکھ لے گا۔“

وہ کسما کرا لگ بھتی ہے اور اپنے پیر سے پر گروانوں کا دھوا ہوا رنگ چڑھاتے ہوئے کھلے بالوں کو سواڑے لگتی ہے۔ اس کی انگلیاں کلاڑی سے حرکت کرتی ہیں اور وہ مخصوص مسکراہٹ لیے پیر سے کاسب سے ہلکے جھوٹا زہنی ہے۔ میں اس کی جگہ کی اصلاح سے باز رہتا ہوں۔



”سب لڑکیوں کے پاس ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کوئی کام کی چیز تو لگتی نہیں۔“

”ہاں اب آج کل کی لڑکیاں بہت بگڑ چکی ہیں۔“

”میں نے سنا ہے سارا دار کو کہاں لگی۔“

”شرم کریں۔“

”وہ ڈانٹیں چاہیے مرنے کے پاس ہیں۔“

وہ اٹھنے لگتی ہے۔ میں اپنا بازو اس کی کمر میں ڈال دیتا ہوں۔

کافی بازو سے تھکتے ہی سامنے وہ اٹھ رہی ہے۔

”اب بھر دو بار کرے گا۔“

میں دل میں مٹھتی ہوں کہ اب اس کا بچہ صاف ہو گیا۔ وہ لڑکچہ آ کر رہ گیا ہے۔

چکر رہے تھے۔

اور سہہ دیکھنے پر وہ دھڑکنے لگا جس کے نظر آتے ہیں۔

اس صورت حال کو میں فوری طور پر نہیں سمجھ پاتا۔ بلکہ دیر بعد وہ پلٹ آتی ہے۔ مکمل سڑک پر بہت بڑھ چو ہے۔ ہم کھٹے کا اظہار کرتے ہیں۔

”آج نہ بہت دیر ہوگی۔ کل میں نہیں آؤں گی کیونکہ“

”جو کیا تک ہوئی۔ اتوار ہے تو کیا ہوگا کیا کرو گی کمرے؟“

وہ جواب دینے کی بجائے رکتے ہوئے تھوڑی دیر ہے۔

”کوئی بھی تو نہیں دکان اس وقت ہے۔“

”میں کیا چھوڑا ہوں۔“

”کیا پھر ہے میں؟“

وہ وہ بٹے سے میرے کاپیوں پر چھٹے ہوئے لکھا ہے یہ سوال کرتی ہے۔

”میں تمہارا اظہار کروں گا۔“

”نور اظہار کرتے کرتے تھک جا کر تھوڑے چلے جاتا۔“

بہت محنت کے باوجود اس کی ٹھیک لگائی ہوئی اس کی اصل آواز آ جاتی ہے۔ وہ بھڑکی

سے آٹھیں پھینکتے ہوئے اٹھ اٹھاتی ہے۔ پتے سے ہوا کرتی ہے۔

میری آنکھ کا ٹپک بھٹک اس کے کونوں پر ایک سی سوال کو حل کرتا ہے۔

”کیوں؟“

میرے پاس اس کی اصل کے ساتھ ”کیوں“ کا کوئی جواب نہیں۔ اس لیے میں رکتھیل جانے

اور اس کے چاک کے گرد گھٹنے کے سطر کے دوران خاموش رہتا ہوں۔ ایسے مواقع پر بات میں مکمل کرنا وہ

میں اپنی آنکھ کے لیے تازہ دیکھتی ہے۔

دیکھنے سے اذکریم دھواں خاموشی سے پتلے پر چلتے ہیں۔ گھر والی گلی کے سوز پر وہ تیز ہو جاتی

ہے۔

میں درنگ و درنگ دیکھتا رہتا ہوں۔ وہ لپے لپے کھڑکیوں کی موڑ پر گم

ہو جاتی ہے۔ اس نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

جہاں زندگی میں پہلی بار میرے کھٹے سطر سے ہوتے ہیں۔ میرا ایک صاحب اس گلی میں ایک دو

جاتا ہے میری وہ آنکھ میں کھٹے خراشیں نظر آتا تھا۔ کھٹے سطر کی دکان میں بیٹھے چاندیوں

گھوڑے ہیں۔ میں وہاں جاتا ہوں۔ گلی میں سونے سر پر چنگ رہا ہے۔ سب دروازے بند ہیں

صرف ایک پر سونے کا دروازہ کھلا ہے۔ اس کا کوئی چہرہ ہے نہ کونہ اور ایک شخص گلی کی

طرف چلے گئے ہیں۔ اس کی آنکھیں کھلیں تک چڑھی ہے۔ گلی سے گزرتا ہوا میں مکمل سڑک

پر آ جاتا ہوں۔ میرے بائیں سطر کے ایک رکتے ہوئے ہیں۔ وہ درکان میں بیٹھے جاتا ہوں۔

میری بیب میں اس وقت صرف ایک دوپٹہ دکھایا ہے اور اسی میں سے کھانا کھا رہا ہے۔

”پلو کھلی تار گلی کی طرف۔“

”صاحب پڑھائی میں آج کل کچھ نہیں دیکھا۔ آج کل تو صاحب وہ کہتے ہیں کہ چور دیکھا

چور میری تھوڑی سی رات پر صاف۔“ مطلب چور چور ہیں وہ۔

”یہاں رہ کر کھا کھلی۔“

میں احتیاطاً اس پتے کو پر ہی اڑ جاتا ہوں۔ دیکھنے والا خاص اہمیت میں منگنا تھا۔ اتنی کی گرو

کھول کر جیسے میرے تمام کپڑے تار لگتا ہے۔

میں لگاتار کے گم میں اللہ کا سپر ہی ہائی سڑک پر لیے ڈاک میرا آپ تک کا گویا کرتا

ہوں۔



کر رہے ہیں؟ اگر لکھے اس کی میں بھگتے اپنے آپ کا اٹھارہ چار سو رات کو سب معمول
کالی کو توں پر اپنے آپ کو جانتے لگتا ہے۔

میں خاموش بٹتا رہتا ہوں۔

اور کچھ دنوں میں کچھ کے خواب دکھاتا ہے۔ میں یہ خواب دیکھتا ہوں لیکن جاگا جاگا سا ہو چکا
ہوتا ہے لگے مضموم ہے۔

”اور دراصل وہ جیسے کچھ کی ہے نسبت چاٹاک ہے ہر روز جاتے وقت سس پھوڑ جاتی
ہے۔“

”لیکن بار بار وہ معاملہ دہرے ہائیں اس سے نفرتی کرتا چلتا ہوں۔“

اسے جیسے کچھ ڈنک مارتا ہے۔

میں ہلکا ہلکا مے کے طور پر جھپٹے آتھیں نہ کہ گرا ہوں اور کانوں میں انگلیاں ٹھوس لپکتا
ہوں۔

”بار خدائے لیے وہ تو اس۔“

”آپ کچھ بھانسنے کی حد سے میں آگے نکل چکا ہوں۔“

وہ اس صورت حال کا متبادل فوری طور پر نہیں کر سکتا۔ اندر رہ کر کوئی کچھ کے چلوں پہنچے
اور نہ باہر نکل جاتا ہے۔ میں کھائی میں مفلوم جانتی۔ اور سے آتی ہوئی الیہ گیت کی دھن پر آئو
جہاں ہوں اور فراقی میں اسے لکھتے ہوئے جو خبر جی سو رہی ہے دیکھنے پر جاگ رہی ہوں۔

”اس وقت میں لکھ رہا ہوں کہ کچھ دیکھ رہا ہوں لیکن یہ اس وقت تم سو رہی ہو۔“

میں نے تجھیں بہت دیر تک روکے رکھا، اوت پانچ بج کر چار بجے کیوں تم سے بچنے کو ملے ہوگ۔
سے روکنا نہیں ہوتے اور جب تم بھی ان کے ساتھ کرنا سوچو۔ تم نے کہا تھا میرا دل بچانی تجویز
کر دی۔ لیکن آ کر ایسا کیوں ہے؟ میں ایک معمولی اور بے لگتے اپنے سو اصرار اور چار لوگ ہی کہتے
چیں، دیکھنا بساط سے نہ کہ کرکوں سوچتا ہوں۔ اور بھگتے کرنے سے آج کیا حاصل ہے۔ میں کہانی بنا
کر تھا رہا ہوں تو میں بھر سکتا نہ ہی وہ اس میں چاٹ کر لکھی کہانی سے تیار۔ یہ ہواؤں کی سرٹی فریہ سکتا
ہوں۔ اور تیار اور دیر اس عہد کی لٹا کر دلائی کا ہے۔

تم نے کہا ہے کہ اٹھارہ کر کے کرتے تھک جاتا ہے چلے جاتا۔

میں ہر نئے قصہ شروع سے اور نوتا دیکھ رہا ہوں۔ کیا تم جانو جو کچھ کر رہی ہو؟ لیکن میں
جانا ہوں کہ سب تم لکھ سوچ لکھیں۔ لیکن تم بھی تو دو۔ ان دو میں سے ایک میرا سوچ سکتی ہے۔
تم لوگوں سے ملتی ہو لیکن مجھ سے نہ ملتی ہے۔ تمہاری اصل کی کچھ سچی الٹی بات ہے۔ لیکن تم
آج کی لڑکی ہو جو تھکن سے پریشان ہے۔ وہ میں کو چاہی کر کہتا چاہتی ہے۔ کون جانتے کہ کتنے
کون کام آ جانتے یا نہ سہ وقت میں کہ کام آ جاتا ہے۔

تم بھی لڑکیوں کو اپنے لیے یہ لوگ بیک بیک مل بھی کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تب بھی مجھ پر اس
کر۔ لگے تمہاری ضرورت ہے۔

آج دن کے کوئی چاہا ہے لیکن کھوئی شخصیت کا آدمی روئے سے روتا ہے کہ وہ نے سہرا
اپنی سستی سے ابھری تو اس اور میں کی اور ان لفظ کا اعتراف ہے۔

میں تو بہت کچھ آدلی ہوں بھرا ہوا کیوں۔

لکھ کر میں سوچتا ہوں جانتے یا نہ سہ وقت میں بھی پاؤں کا پا لکھیں۔

اگلے دن میں کمرے میں ہی رہتا ہوں میرا گھر سے الگ۔ ”میرا“ لکھے اس کی پہچانی کا لکھتا ہے
فراہم کرنے کے لیے ساری رات اور سارا دن مار مارا بھرا ہے۔ رات کو کھانے والے جو ان کے ساتھ
اس کے کھانے کچلے میں چاہتے ہیں اور اس کو کھانا کھاری ہر گھم گھم سے توجہ پر مارتا ہے۔ میں
اپنے پیر سے کھانا کھانے کے لیے اس ماہ پر ستر کے مالے کی احوال جان لیتا ہوں۔

وہ چمکتی ہے اور اس لیے وہ ہمارے دل میں گرا کر رہنے والے ہے جو ان کی مثالیں مجھ پر اچھا لگتا ہے۔ اب میں اپنے بچہ کے لیے اس احوال کو کافی سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے وعدہ کرتا ہے کہ آئندہ میں اسے چمکتے اپنے ساتھ رکھوں گا تاکہ کھانسی کا احتمال ہی نہ رہے۔



ہرچشم ہونے کے بعد کہیں میں اس کا انکار کرتے ہوئے مجھ و حق و حق سے رو آئی
 تھے ہیں۔ دونوں گزشتہ سال اس کے بعد دلی چھوڑنے اور گھر واپس کے ساتھ سے شرم میں جائیں
 کے آگے نہیں دیکھے گاہ ہیں۔

ایک نئے تاج ہے کہ اصفانِ ندے کے کئے کا علم ہے، اصفان کی جبری رچا ناست کے بعد وہ نئے شعر
 میں علامت کے لیے سادہ زبان، مادی مادی پھر ایک انکسار کیوں کے لیے ہر ادب کے کے اندر اور باہر
 افسانہ اور نثر کے افسانہ کی اپنی صیغہ درست کرتے ہیں۔

ہاں میں کراس کے پاؤں میں چھانے چ سکے۔ ایک دن جب وہ پہچانتی رہوچ میں داخل ہو کر گھر واپس آئی تو اس کی ہاں اس کے سامنے کھانے کو بکھری کر رکھی تھی۔ اس نے چھوٹی کھن کو چار کھن دیا، ہاں کا حصول نہ جانے کئی کئی دنوں سے ہی سکے جب ہاں نے تالا کھانے کی کسی کے سامنے مالک مکان نے ہم پر چالیں کرنے کا طریقہ کار پر کیا تو وہ چلنے لگی۔ آگھیں اٹھ کھینے آواز میں دور دور کر رہے تھے کہ اس کا کھن اور ہاں اس نے کھانے کو نہ خوں تھا۔

میرا سچا بھائی کیا اور میں نے فکر سے الٹی سوائے آنکھوں میں دھماکے کی خوشی۔

مجلس نے بھی یہ اہمیت دہراتے ہوئے اہل راے والی۔

”تجسّس باز آپ وہ بات نہیں دینی حالات نے اسے اپنی غلطی کے مطابق احوال پڑا ہے۔“

"أنا في الحقيقة..."

میں ابھی اسے دیکھنے کے لئے نکلتے ہیں کہ وہاں ایک شخص اور ایک عورت

Device Type	Percentage of Respondents
Mobile Phone	100%
Laptop	95%
Tablet	85%
Smart TV	75%

Source: Pew Research Center, February 2016.

وہ ہنست ہے۔

”وہ راجی رہ رہ رہا ہوا ہے۔ اسے تو ابھی ابھی میں اندر لگی میں اسی ار کے کے ساتھ شا چلے کرتے

وہی کر رہا ہوں۔“

پھر سے پھر سے کارنگ پر لے جاتا ہے۔ تب وہ سامنے آ جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ ادا کے ساتھ جاتی اس کے کھلے سیاہ سنہری بال بال ہوا میں اڑ رہے ہیں اور اس کے ہاتھوں میں وہ بڑے سے کھانے ہیں۔

اچھائی اور وہی کے درمیان کٹا قہور ادا صلا ہے۔

وہ قریب آ کر اوتار کھڑے ہے جلدی جلدی لپکتی چمکتی ہے۔

”کیا اب کہاں کڑے ہیں؟“

”کہاں سے آ رہی ہو؟“

”بازار سے۔“

وہ اب لپکتی لپکتی پر محو کر رہے ہیں سے ادا کرتی ہے۔

”اب ملے تھی کر لی ہے۔“

اس نے اپنے دو طرفہ رنگ کی قمیض میں دنگی ہے جس کا کھابہت ہے تک تر اٹا گیا ہے جس میں سامنے اور پیچھے کا بہت سا صحرانظر آتا ہے۔ پیچھے سے زپ نے قمیض کو کسے اوئے جسم پر تن دیا ہے۔

میں اس کے قریب جا کر بھی رہتی قمیض پر سے قمیض سوال کرنے میں کام رہتا ہوں۔

”کر گیا میں تم سے چند پا تھیں کر رہا ہوں۔“

میں بہت طفلانہ سے جملہ ادا کر رہا ہوں۔

”ہوں۔“

وہ ابلی ادا نے کے انداز میں بہت لڑا دھتھ سے سختی ہے۔

میں اپنے ہی سامنے اکیلے ہو کر کھڑے ہیں ہاتھ ملنے اوئے اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوں۔

”کھے تارہ تم آ کر ہو گیا؟“

وہ خاموشی رہتی ہے۔

”تم آ کر اپنا کیوں کرتی ہو۔ خدا کے لیے یہ سب چھوڑ دو۔“

وہ خاموشی لگی رہتی ہے۔

”گھر والوں کو زبرد سے دوں۔“

اس کا جملہ میں دہرا ہے۔

”قمیضیں جنہوں کی ضرورت تھی تو کھے کہیں۔ کل تم اس کے پاس کی قمیض اسی لیے یہاں نہیں

آئیں تارہ کھے روپے دینے اس نے؟ پتا رہتے تارہ کھے میں ادا کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ رہو۔“

”میں اب اس طرح ہی تو آئیں۔ دن میں جڑا کر کھاتی ہوں۔ میں ہونے چمکتی ہوں ایسے روپے

ی۔۔۔۔۔ اور تم پر بھی۔“

وہ کھٹے میں سر جھٹک کر تیری سے سرک کی طرف مڑ جاتی ہے۔

میں اسے دیکھتا رہ رہ رہا ہوں۔



اپنے لیے بچے کا دل؟ تو کوئی کتاب لکھوں یا اس سے زیادہ کہنے کے بعد قطع قلم کر لوں۔ تاکہ کبھی نہیں آتا۔

اگلے روز میں اپنے بارش آپ کے ساتھ چوک سے چلے گئے وہ اپنے گھر کو روکتے سے پہلے سڑک تنگ جاتا ہوں۔ پہلے اکاونک آتی تھیں اور پھر شہر پہلے میں اسے باہر آتے دیکھتا ہوں۔ وہ دیکھ کر اس میں چلتے ہوئے بہت پر اظہار نظر آرہی ہے۔

قریب آ کر وہ ایک سو کے لیے روکتی ہے۔

”پر چاہیے ہوا؟“

”نہاں آئے کاشہ پر غور۔“

نہاں پر میرے لیے حوصلہ ملتا ہے۔

ہم ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں۔

”کیلا آج اتنا کھانا کھا تو قلم ہوا۔“

”جس کو کھا گیا میں کھل ہوا ہوں کی۔“

”کیلا کھو کھا تو کس میں چلتے ہیں۔“

”جس میں آپ کھل کی طرف میرا۔۔۔ ہاں یاد آتا“ مجھے تو آپ سے بات بھی نہیں کرنی چاہیے

تھی۔“

براب ”میں“ ”دیکھا ہوں اور میرا بارش“ آپ ”آہاں“ ”میرے ہاتھ کی پتھر کھینچے ہو

کی صورت حال کے بارے میں سوچتا ہے۔ مجھ کو آج کے دن کے تمام پروگرام کے خطے میں ہماری

دوسری کرتا ہے اور ہم دونوں اس کے پیچھے چلتے جاتے ہیں۔

”نہ گھوڑا ساڑھے گیارہ بجے ہیں کا میری ہے ہو کر ہم کوئی ہاں۔“

وہ چلتے چلتے ذرا جھک کر میری آنکھوں کا جائزہ لیتی ہے۔

ہم دونوں جا غلط ہیں کاشی کی گلی کو کوئی بھی صرف ایک راستہ میں نہیں بھڑکتا۔

میں اپنے دائرے سے اسے ذرا بھی شبہ بھی نہیں ہونے دیتا کہ میں نے آسمان پر بخاری سے

اٹکے ہوئے ہاتھوں اور ہوا میں پھٹی ہوئی تنگی سے آگے کی کیا پروگرام برقیہ کیے ہیں۔

وہ مطمئن ہو کر ذرا بخاری سے میرے ساتھ ہو کر چلنے لگتی ہے۔

کوئی ہاں میں میں جانا یا میرا اس کے پاس نہیں دھنسا ”میرے اپنے“ ”آپ“ ”کو پتہ

معلوم ہے۔“

میرا کھانے پر دھنسا ہے۔ وہ آج چار بجے تک دھت کے گزرنے کی فکارت نہیں کرتی۔ اب

تک ہم دن کا کھانا کھا چکے ہیں۔

”لاؤ ہاتھ آج قصہیں کہانی کہیں تاکہ میں۔“

وہ اپنی دہائی سے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے رہی ہے۔

”اُن تین میں سے شادی کی صرف ایک گھر ہے وہ ہے یہ۔“

”اور چاہو؟“

”جی ہاں۔۔۔ ان میں سے شادی یہ دوسری گھر کی اور کی ہے یا شادی پہلی کی اور کی ہے۔ تم نے

اس سے پہلے میری سزا ہے تم نے کسی کو پہنچا تو کس کی اور اس نے صرف مطلب لایا ہو۔“

”میں بھی نہیں۔“

”ہاتھ کھینچ لیتی ہے۔ یہ اس کے سر ہانے کی ایک کوشش ہے۔“

”تم جانتی ہو ان کو چوک چوک کر قدم دیکھنے والی لڑکیاں کی بار قدم پوری طرف نہیں دیتا

ہاتھیں۔ ایک طرف ایک طرف لڑکی کے اپنی طرف کرنے کی خواہش سے کھڑی ہوتی ہے اور دوسری

جانب صرف ایک جا پہنچا ہوا۔ اور تم جانتی ہو چار پہلے والی بھی کبھی اس کے گرنے کے خطرہ کو

نکال کر جاتی ہے۔“

"آپ کی باتیں کبھی کبھی آجسے آخریوں کوں بھٹکتا ہوگا۔"
وہ انکڑائی لپٹے ہوئے ہاتھ کھڑی ہوتی ہے۔

"کتنی اچھا موسم ہے۔"

ہمباہر گلیں کراچی گھڑاں دیکھتے ہیں اور بال پر چلے گئے ہیں۔

"اور آگے تک چلتے ہیں۔ آج فلم نہ دیکھی جائے؟"

"ہاں ہاں! آج تو میرا دن ہے۔ کبھی بارش نہ ہو جائے۔ پھر میں گھر کیسے پہنچ گی۔"

"اور سلاہور میں بارش اور اس موسم میں کبھی نہ بھی کرتی ہو۔"

میں اپنے اندر کے انداز سے یہ میرا چاہا ہوں۔ ڈھنگ لگا۔

"دیکھو اس طرف کسی ٹوہڑے کی چار دیواری ہے۔ بالکل برقی کی طرح چمک چمک رہی ہے۔"

"تو اس طرف چلے جائے۔ میں کوئی روکتی ہوں۔"

"ہائے ایمان سے ایسی لڑکی مل جائے اور اس موسم میں۔"

"میں ڈھنگ تو ہوں گی آپ کا ٹھکانہ سے سے رہتا۔"

"لیکن یہ یورپی والے کچھ فاضل کو اس پہنچائی کے اور میں صرف چار سو روپے ہیں۔"

"اسے میری تکرار مشکل ہے۔"

وہ جس کو کہتے ہوئے مسکرا کر توجہ دوسری طرف کر لیتی ہے۔ میرا دل اپنے "آپ" کو

کبھی سے دلیں کرنا چاہتا ہے۔ میں آج شادی کا قہار چاہتا ہوں۔

واپس آنا اس کے قریب کل لڑکھنڈی ہے اور پھر پھر ہوا۔۔۔ وہ وہیں ہونے کو کھتی ہے اور

میں زیادہ سے زیادہ دھڑکتے اس کے قریب گزرا جاتا ہوں۔ دیکھتے دیکھتے سب کچھ گراہا گیا ہے۔

جاتا ہے ہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنے پر برقی کی سڑک پر چلے گئے ہیں۔

میرا اندر کا راضی آپ واپس آنا والوں سے ملتی لگتا کہتا ہے۔ روشنی کے چلے جانے پر اسے

دیکھتے ہوئے شرم میں ہم جھٹک جاتے ہیں۔

اب دیکھتے لگتی انہوں کی چاندنی ہے۔ وہ درگاہ سوار ہیں پھر پھر کے چلتے ہیں۔

ہم جھٹک پڑ کر ایک جھیر کے چلے بارش کے غم جانے کا اظہار کرتے ہیں اور جب بارش دیر

کھم ہوتی ہے تو رات کے ساڑھے آٹھ ہو چلے ہیں۔ اندھیرے نے ابھی تک سارے شہر کو اپنی لہرت

میں سے کھاسا ہے اور چوبی کی طرف لپٹی علاقوں میں گھٹنے گھٹنے پانی ہے۔

"تم نے جانا کہاں ہے؟"

"کچا کے یہاں جہاں صبری اہوں۔ لیکن۔۔۔"

وہ سوئی میں چ جاتی ہے۔

"میرے اندر کے" میں کی ٹوٹی کا کوئی ٹکڑا نہیں۔ میں ٹوڑا اس کے فراہم کی راہ میں

رکاوٹ بنتا ہوں۔"

آج اس کا فیصلہ ہی ہو جائے۔

وہ دیکھتے پہنچ کر ہے۔

"دیکھو کوئی چیز تو آپ ملنے سے رہی تھی یہاں سے۔ وہ رکھتا ہے؟"

میں بارش میں گھری گھبراہٹ کی کی عاصمت میں جا رہا ہوں۔

"لیکن یہاں تو بہت پانی ہے ہائے آٹھ اٹھ سو روپے لگ رہی ہے۔"

وہ کہتا ہے ہر سے میرے ساتھ جاکر کھڑی ہو پانی ہے۔ آتی جاتی گاڑیوں کا بچا

دھاری سٹاکت میں اضافہ کرتا ہے۔

اس سڑک کے اس پار فٹ پاتھ ہے۔ لیکن وہاں تک پہنچا کیسے جائے۔ یہ مشکل سوال ہم

دونوں ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔

"کسی سے نصیحت لی جائے۔"

معاذ سوال کا جواب دونوں کا نہیں ہے۔

"لیکن کبھی کبھی یہاں بہت بھی پڑتی ہے۔"

میں اس کی طرف دیکھتا ہوں۔

"ہاں جانا ہے لیکن سب آپ جیسے تھوڑا ہی ہوتے ہیں۔"

میں کبھی خالی آنے والی کار کا اشارہ دے رہا ہوں۔

چاہتے ہوں ایک کھار کی طرف دیکھتا ہے اور آخری میں ہنسنے کو کہتا ہے۔

”کھٹے تو چمکے تمہارے خنکال کے مطابق میرے چہرہ لگتا ہے۔“

میں کبھی نہیں جانتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کرتا ہوں۔

”مسلمہ بڑا بڑا ہے بھائی۔“

وہ کوئی جواب نہیں دیتا ”آپنے میں چھپے رکھتے ہوئے“ خاندان کے اپنے ساتھ ملنے کی

تہا بڑی غور کر رہا ہے۔ کھٹے ایسے مشہور سے ہیں وہ ”کمرہ“ بنا آ رہا ہے۔

میں ہاتھوں اور سرگوں سے راستوں کا نقشہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

”یہاں روک دو بھائی۔“

کار کی رفتار میں کوئی کمی نہیں آتی۔

”یہاں روک دو۔“

میں کھٹے کو اس پر جھک جاتا ہوں۔ وہ اپنے لیے کھٹے کے رخسارہ کرنے کی جگہ نہیں

رکتا ”کار روک دیتا ہے۔“

یہ جگہ جہاں اس نے نہیں آتا ہے ”مسلمہ“ اس سے کوئی پانچ تین دور ہے۔

”اکیل ہو گئے۔“

”دیکھیں کھٹے سرور کی گھبراہٹ ہے۔“

اب ہم بری طرح جھپٹتے ہوئے اسی سڑک پر اگلے کھٹے والوں سے مل جاتے ہیں۔

”اب میں گھر نہیں جاسکتی۔“

وہ گھڑی دیکھتے ہوئے کھٹے کا سادہ سا سادہ بصرے کے کھٹوں پر اڑتی ہے۔

”کراکھ گھر کیا جا رہا ہے؟“

میرے اندر کا بڑا دل آویز دانہ لگتا ہے۔ میں اپنا نوبہ دیکھ کر نہیں سکتا اس لیے سر جھکا کر

چلا جاتا ہوں۔

”کہہ دیا جی کے یہاں کئی جی۔“

میں نہیں جانتا جی کون ہے۔ اس نے ایک بار غریبی کا مل استعمال نہیں ہائے کو پانی کے

گھر کا نام دیا تھا۔

”جھک کر کیا کریں؟“

وہ گھڑی سوئی سے مل کر کھٹوں والی بھی سڑک پر آ جاتی ہے جو گھڑی سے جاتی ہے۔

میں وہ دوسرے گزرتے خنکال سے کھٹے کو اشارہ کرتا ہوں۔

”تمہارا اندر کبھی کبھی سن لیتا ہے۔“

میں تانگے پر بطور اصرار کھٹے کے اپنے چہرے میں مدد دیتا ہوں۔

”کیا کھٹے ہیں آپ میرے خنکال کو۔“

”وہ اندر پر چلتے ایمان دیتے ہوئے“ میں نے اپنے گرد پھیلے میرے بارہ میں سٹ جاتی

ہے۔“

”تا کھٹے وہ کیا سوچتا ہے۔“

وہ کھٹے پاتے ہوئے میری توجہ تانگے پر پھینک دیتے ہیں وہ طرف اڑتی ہے۔

”کہاں جاتا ہے وہ صاحب۔“

”وہ رگڑ۔“

انہی میرے سر سے تانگہ چلا جاتا ہے۔

”جھک کر دیکھ۔“

”کبھی آگئی ہیں۔“

میں اس کی گردن کا کھٹے سے لگتا ہوں۔

”آف۔“

میں اس کے استحقاق پر اپنے عمل کا رد عمل کھٹے میں جھکتا ہوں۔

”میں تو یہ سالہاں رات کو چمکوں کی۔“

وہ میرے لیے کھٹے کے ایک والی ہے جو کوکھانی اور بد کرتی ہے۔

میں تمام طرح میں ہرگز اندر آ دہی کی طرح کسی جگہ سے کھٹے والوں کے بارے میں سوچتا ہوں۔

تانگے والی اسی کے لیے تھک چکا ہے کہ وہ اپنے اپنے کھٹوں کی دکانوں کے سامنے رک

تا ہے۔

”نہیں بھی نہیں اتر جاتا ہے۔“

میں اسے ساتھ لے کر چلا پہنچا اپنی سبب میں ادا ہوں۔

”یہ اوجھار کی۔“

”کوئی بات نہیں۔“

”وہی مسلم جیسے ہے۔ سارے سلطان ہوئی سے لے کر ہوئی۔“ کارواں ”تک سب“

سازان کے کہیں کمرہ چنے سے لگا پڑے ہیں۔“

”ساب کی اچانک اس کا کیا جواب دیں گے؟“

میں اچانک کا جواب دیکھ دوسرے کی رہائی کا وہ سے حاشی کرنا ہوں۔ خالی رہ چکے ہیں اور

نظر پڑا خالی ہو چکا ہے کہ کراہ اور ہوئی کے روبرو اندر دیکھ کر اسے دقت اسے اپنی نگہ گھسٹا ہوں اور

دھچکا کرتے دقت دوسری ٹھیکر کا نام گھسٹتی ہے۔

جیسے؟

بہت کھلے اور تاریک کمرے میں پہنچ کر ہوئی کا کراہا دم تک ٹھکی ہی موسم ہی۔ دھن کرتا ہے۔

”ساب کی پہلی سب کی گئی ابھی تک نہیں آئی۔“

”کیا کہیں پھر اس طرحی طرح سے کہیں تو ٹھکا دیا۔ رات پڑی سے لاہور تک“ کتے کیل چلے

دوسرے سوال کا جواب دینا سب نہیں سمجھتے اس نے وال دھوپ میں سفید نہیں کیے۔

پچھلے اور پھر میں ناگھ میں ہی اور سوچ رہا ہوں۔ پارک میں کے پر اسے سے وہ دیکھ چکے

ہوئے ہوئی دالوں سے جھڑکی جاتی ہے۔

”یہ بہت زیادتی ہے۔“

”لیکن مجھاری ہے۔“

”اب آپ اپنے ستر پر چائیں گا کیوں وہ رسا۔“

وہ دالوں کو کھینچتے ہوئے مسوئی پر راز دہانی ہے۔

”وہ تو ہیں وہ کیا۔“

”کہاں؟“

”لیکن آج کی رات وہ سال بچنے کے لیے تو نہیں ہے۔“

”پھر کس لیے ہے؟“

وہ دالوں کیل میں کیے کھلے پھر میں غور کرتے ہوئے مسکرا کر نہ دوسری طرف پھیر گئی

—

”کب تو لڑائی شروع ہو رہی خانے میں آ گیا ہے۔“

میں اس کے قریب ہونے کو نہ اپنے آپ سے باز کر سکتا ہوں۔

”لڑائی کے قریب تو آ کر دیکھیں، وہ حرا پھانے کا کمر۔“

وہ ہنست ہنست کر رہی نظر دے کر دیکھتے ہوئے سبزی سے بگلیں چھینتی ہے۔

”شکر یہ اس صابن کا بندھو نہ والی ہے۔“

میں اسے ہاتھوں میں لے لیتا ہوں تو وہ کہہ کر ایک طرف ہو جاتی ہے۔

”آپ کو پتا ہے؟“

”کیا؟“

”دیکھیں، لکھے ہوئے نامی ابھی نہیں لکھیں ابھی۔“

”سبزی تمام کو خشک کر لی ہے تو میں کیا بنا رہی ہوں۔“

”دیکھیں، اگلے میں کٹائوں گی ہاں۔“

وہ میرے بازو پر اپنے دانت کا زور دیتی ہے۔

”دیکھو، ہاتھ لگ گیا۔“

وہ دیکھ کر حرا سے نہیں کرتی۔ درخت ٹھونک دیکھتی رہتی ہے۔

”اب میں لکھنے آئی آپ سے بہت شک کیا ہے۔“

اپنے ہاتھوں کو آستین سے چھپتے ہوئے وہ دانت دیکھتی ہے۔

اسی لمحے باہر بگلی چھینتی ہے۔

”میں لکھنے سے کچھ کالے کے لیے لے آؤں۔ بھوک لگی ہو گی۔“

”کیا لکھیں گے؟“

”بھول جاسے اس وقت۔ یہ اور اور اور اور۔ یہ نہ کر لو۔“

وہ بگلی لگا رہی ہے۔

”لکھنے دانت کیا رہے؟“

”دانتیں یہ میرے پتھر نام لکھنے والے کو لہو دیتی ہے۔“

”اور بھوک لگی اور۔“

”اب آپ آپ آئے ہیں میں نہیں لکھتی سے لکھو، کچھ دہی چھی۔“

”آج ام چھوٹی دہی لکھیں؟“

وہ خاموش رہتی ہے۔

پھر میری بات میں دانت لکھتی کاوش سے کچھ چار بجے اس سے اس وقت ملو ۱۲ ہوں جب وہ

حرا سے کرتے کرتے کھٹک کھٹک رہ رہ رہتی ہے۔

”اب اب اب اب اب دانت کے لیے لکھو، بٹہ چھینے۔“

وہ اپنے کمر سے ہونے قدم ہلانے کی سعی کرتی ہے۔

میں دیکھ اس دانت کے لیے چھوڑ دیتا ہوں اب میرا موقع ہے۔ ”آپ“

”میں اب اب اب اب اب۔“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

”کچھ لکھو؟“

وہ جھٹ میرے بچے سے لگ جاتی ہے۔ اس کی اچھیاں میرے سر کے بالوں میں گھسی کرتی

تھیں۔

”تم کو تا کہ آج سے میری ہو۔“

”کیا نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں نہیں چاہتی۔“

میں اس جواب کو جوتے کا جواب دیاں کر سکتا ہوں۔ عورت کو کبھی اپنے سر کوئی طو بھارت
سزاوارت بھی نہیں لینا چاہتی۔

سر سے میں آ کر ہم ایک مسوئی پر خاموشی لیت جاتے ہیں۔ میں اس کے سر کے لیے کچھ
بالوں میں ڈال کر پھیرتے ہوئے اس رات کا قصہ دیکھتا ہوں جس کے لیے آج میں نے بہت کچھ چھوڑ
ڈالا ہے۔

اس کی آنکھیں بند ہیں۔ وہ لیے لیے سانس لیتی رہتی ہے۔

اس کے دل کی تپک دھکے دھاتی کر رہی ہے۔ میرا تاراجی۔ میں۔ کچھ چھوڑ کر کب کا چاکا
ہے۔ میں اطمینان سے اس کی کمر میں ڈال ڈال کر سو چکا ہوں۔

صبح دھکے دھکتے ہوئے اپنی قمیص کے سامنے سے سبک جانے کا فکر کرتی ہے جس میں سے
اس کا ہوا چال دار پرچہ جھک دکھا تا ہے۔

”اب میں اس کپڑے میں گھر کیسے چاؤں گی؟“

ان پر تپے ہم ہونگ کی بڑی صبا اترتے ہیں۔

وہ ہنسی ہوئی دواغ ہوئی ہے اور پھر اس دور اچھ سے پھیرنے والوں اپنے پھر مل جاتی ہے۔



میں کھٹک ہار کر اسے لٹکھتا ہوں۔ جواب میں اس نے وہی ایک غیر مطلعہ دیکھائی کے بارے
میں پوچھا ہے:

”کچھ کچھ مزاحیہ ہے؟“ آپ کی حالت دیکھنا بھی نہیں۔ پہلے میں بہت کرتی تھی اب آپ
کرتے ہیں۔ مجھے آپ سے کہنا یاد نہیں، ہاتھ کا اس بے ممان غیر مطلعہ دیکھائی کے لیے کوئی ممان طوا
گنج کر لکھتے گا۔ میں طوا اس لیے نہیں کر سکتی کہ چاکائی قریب قریب میری اپنی کیا ہی ہے کور میں داخل
ہے ممان ہوں۔“

آنا پڑنے کا قصہ اٹھ کھاتے پڑتے ہوئے وہ طو پرل گی ہے۔ سلیڈ اس کب کا تھوڑے سے نیلی
دشانی چکر چکر سے اڑتی ہے۔ جو کچھ چھوڑنا چاہتا ہے۔ چھوڑتا ہوں۔

”کی طرح میری کھائی کو اہیت دہ چھوڑے۔ کھائی کوئی بڑی حقیقت نہیں۔ اس سے ہمار
حقیقتیں ہیں جنہوں نے مفریت کی طرح مجھے اپنے کچھ میں بکڑا لیا ہے۔ سب گھر اخص ہوں تو ہادی
کہتے ہیں، آواز بکری چھوڑنے سے لڑنے سے مارے۔ تم مغل جا کیم کے۔“

لیکن ہادی کی آواز بڑی کو بکلی گنتی ہے۔ کیونکہ وہ آواز چھ سال سے بے کار ہیں ہور میں، کچھ
وہی ہوں کہ بے کاری نے اس کی آواز کو کچھ کی طرح کھانا ہے۔ سب ہادی کی بے کار دھتے ان کی
آواز میں ایک کھٹکھی۔ اب جو آواز چھوڑنے کے مل رہی تھی وہی محسوس ہوتی ہے اور جو بڑی حقیقت
ہے۔

ایسے سوانح پر جب مجھے ہادی کی آواز کا چھوڑنا ہی نظر آتا ہے تو میں ان کی طرف دیکھتی
ہوں۔ وہ صحت دوسری طرف پھیر لیتے ہیں کھو کھلی آواز کے ہمارے کوئی کب تک کھرا ہو سکتا ہے۔



یہ وہ طوائف ہیں جن میں ہر ایک ایک نئی جہت کا کھنڈر کھینچ رہا ہے۔ ان پر چلنے والے نئے نئے
 دھڑکتے ہوئے گھر کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ ان کی ہر ایک حرکت میں ایک نیا ہیرو ہے۔ ان کی ہر ایک
 بات میں ایک نیا ہیرو ہے۔ ان کی ہر ایک بات میں ایک نیا ہیرو ہے۔ ان کی ہر ایک بات میں ایک نیا ہیرو ہے۔

ان کتاب میں ناول اور ڈرامے کے انداز کے ساتھ ساتھ ٹی وی سیریلز کے انداز کا بھی
 استعمال کیا گیا ہے۔ ہر ایک کتاب میں ایک نیا ہیرو ہے۔ ان کی ہر ایک بات میں ایک نیا ہیرو ہے۔

یہ وہ طوائف ہیں جن میں ہر ایک ایک نئی جہت کا کھنڈر کھینچ رہا ہے۔ ان پر چلنے والے نئے نئے
 دھڑکتے ہوئے گھر کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ ان کی ہر ایک حرکت میں ایک نیا ہیرو ہے۔ ان کی ہر ایک

قصہ ستم

ISBN: 999-496-245-8

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زندگی کا پہلا دن ہے اور میں
 بڑھنے کی باتیں سنتا ہوں
 بچوں کو کہ
 ان کو بڑھانے کے لئے چاہئے ہے۔ وہ مسلسل انکار کرتی آتی ہے۔
 ایک کچھ جیسا کہ اس نے تمام سے صرف کاغذ اٹھا کر اپنے پاس رکھ کر رکھی۔ اپنے لیے
 کاغذ کو گوں سے لگا کر اسے اپنے پاس رکھ کر رکھی۔ اپنے لیے
 ان میں سے تو اسے ان کے پاس رکھ کر رکھی۔ اپنے لیے
 شاید میں اس سے محبت کرتا ہوں۔
 کتنے مطلق سے محبت کرتے رہتا۔ مسلسل سرست اور مسلسل
 دشمنی میں ان کی باتوں کا شک ہے کہ وہ بعد کا کچھ بھی کیا گیا۔
 لیکن
 وہ تو ہی نہیں کرتا چاہتی
 وہ تو اس سے نفرت کرتی ہے۔
 "۔
 بارگاہ کچھ جیسا کہ اس نے اس وقت کی۔ ان کے خیال میں مجھے شادی کی رات کے
 لیے بہتر نہیں تھا۔ چاہئے ہے تھا۔
 چارے چلنے کے لئے صرف ایک دن اس کے قدم آگے لے گئے۔
 اب اس کے ایک طرف ایک خلافت لیجاں بھائی سے لیا گیا تھا۔ (اگر اٹھائے اس کی بھینٹ ہے
 اور اس کی طرف لگا لیا۔
 وہ چاہتے ہیں کہ اس کے ساتھ چارے چلنے والے کو اس کے پاس رکھ کر رکھی۔ اپنے لیے

